۷۸۶

وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم

احکام طعام اہل کتاب

مؤلفہ

جناب آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں بہادر مرحوم کے سی ایس

آئی ایل ایل ڈی

واضح ہو کہ

اس رسالہ میں جہاں کہیں جناب مولوی شاہ عبد العزیز صاحب کے فتوے کا ذکر ہے اس فتوے کی نقل جناب مرحوم کو جناب خواجہ محمد ولی اللہ صاحب غازیپوری سررشتہ کلکٹری بنارس سے وصول ہوئی تھی

در مطبع العلوم علی گڈھ طبع شد

سنہ ۱۸ ۶ ۹۹

کتبہ اوصاف علی

بسم الله الرحمن الرحیم

مؤلفہ سنہ ۱۲۸۵ ہجری - مطابق سنہ ۱۸۶۱ عیسوی -

١ -

*الحمد لله الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلو علیهم آیاته ویزکیهم
ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین والصلوة
والسلام علی رسوله محمد خاتم الانبیاء والمرسلین رحمة للعالمین الذی
هدانا الی صراط مستقیم وجعل لنا الدین یسرا ولا عسرا حیث قال
علیه السلام ان الدین یسر ولا رهبانیة فی الاسلام وعلی آله واصحابه
واتباعه وامته اجمعین سیما علی الذین جاهدوا فی اشاعة مسائل دینه
القیمة الحنیفیة السمحة ولا یخافون لومة لائم واستحقوا علی ذالک فرحة فبعد

* ساری تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اٹھایا اَن پڑہوں میں ایک رسول اُن ہی میں سے
پڑہتا ہے اُن پاس اُسکی آیتیں اور اُنکو سنوارتا ہے اور سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی اور اگرچہ اس سے
پہلے بڑے بھلاوے میں تھے اور درود اور سلام ہووے اُسکے رسول پر جو محمد ہیں ختم کر دیا جنہوں نے
پیغمبروں اور رسولونکو رحمت ہیں تمام عالم کے لئے جو بیچلے ہمکو سیدہی راہ اور کیا ہمارے لئے دین کو

امابعد چونکہ اس زمانہ میں درباب اباحت طعام اہل کتاب کے نہایت گفتگو ہو رہی ہے، اور ہندوستان کے مسلمان جنہوں نے ہزاروں رسمیں ہندوؤں کی اختیار کر لی ہیں اسکو نہایت ہی برا جانتے ہیں اور جو شخص اسکو مباح کہے یا اُسکے کہانیکا مرتکب ہو اُسکو کافر یا کرسٹان یا یا مسلمانوں کے گروہ سے خارج یا ایک بہت بڑے امر قبیح کا مرتکب سمجھتے ہیں اور ہزاروں طرح سے زبان طعن و تشنیع اُس پر دراز کرتے ہیں اور گناہگار ہوتے ہیں اسلیے یہ ایک مختصر رسالہ درباب احکام طعام اہل کتاب کے لکھا ہے اور یہی اُسکا نام رکھا ہے تاکہ مسلمان بہائی اپنے مسلمان بہائیوں پر بدگمانی کرنے اور برا بہلا کہنے سے باز آویں اور گناہ میں پڑنے سے محفوظ رہیں۔

جاننا چاہیے کہ طعام اہل کتاب بشرطیکہ محرمات شرعیہ میں سے نہو مسلمانوں کے لئے حلال اور درست اور اُسکا کہانا جائز اور مباح ہے خواہ ہم اُنکا بہیجا ہوا اور انہیں کا پکایا ہوا اپنے گہر کہاویں خواہ اُنکے ہاں جاکر کہاویں خواہ ہم اکیلے کہاویں خواہ ہم اور اہل کتاب ایک جگہ ساتھ بیٹھکر کہاویں اور وہ کہانا قسم لحوم طیبہ سے ہو یا از قسم حبوب و شیرینی وغیرہ۔

٭ قال اللہ تعالی الیوم احل لکم الطیبات و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم و طعامکم حل لھم۔

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۔ آسان نہ سخت مشکل کیونکہ فرمایا رسول اللہ نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ دین بیشک آسان ہے اور نہیں ہے بڑی پرہیزگاری کی سختی سہنا اور ہر چیز سے پرہیز کرنا اور دنیا کی تمام چیزونکو چہوڑ بیٹہنا اسلام میں اور اُنکی اولاد اور اُن کے یاروں اور اُن کے پیروؤں اور اُنکی اُمت کے لوگوں پر سب پر رحمت ہو خصوصاً اُنپر جنہوں نے اُن کے دین کے مسائل پہیلانیمیں کوشش کی جو دین کہ نہایت مضبوط اور سیدہا اور آسان ہے اور نہ ڈرے ملامت کرنیوالیکی ملامت سے اور اسبات پر مستحق ہوے خوشی پر خوشی کر۔

٭ فرمایا اللہ تعالی نے آج حلال کی گئیں تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں اور کہانا اون لوگوں کا جنکو کتاب دی گئی ہے حلال ہے تمہارے لئے اور حلال ہے اُنکے لئے۔

وفی الترمذی سئلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام النصاری فقال لا یتخلجن فی صدرک طعام ضارعت النصرانیۃ الی آخر الحدیث وقال الترمذی والعمل علی ہذا عند اہل العلم من الرخصۃ فی طعام اہل الکتاب۔

وفی العالمگیری لا باس بطعام الیہود والنصاری کلہ من الذبائح وغیرہا۔

وفی فتح المنان فی تائید مذہب النعمان وعن علی قال لا باس بطعام المجوس انما نہی عن ذبائحہم رواہ البیہقی۔

اس آیت اور حدیث سے اور فقہ کی روایتوں سے ثابت ہوا کہ طعام اہل کتاب ہمکو حلال اور جائز ہے اور جو شے کہ دراصل حلال ہے وہ کسی کی بھیجی ہوئی ہو اور کسی کی پکائی ہوئی ہو حرام یا ناجائز نہیں ہو سکتی خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہودیوں کے ان کا پکا ہوا کھانا تناول فرمایا ہے۔

لہ اور ترمذی میں ھلب سے روایت ہے کہ پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم طعام نصاری کا تو فرمایا کہ نہ خلجان ڈالے تیرے سینہ میں (یعنی دل میں) کوئی کھانا۔ کیا مشابہ ہوگیا تو نصرانی لوگوں کے ساتھ۔ اور کہا ہے ترمذی نے اور عمل ہے اسی حدیث پر سب اہل علم کے نزدیک رخصت اور اجازت کھانے میں اہل کتاب کے۔

لہ اور عالمگیری فتاوی میں ہے۔ نہیں کچھ مضائقہ کھانے یہود اور نصاری کے سب قسم کے کھانمیں ذبیحہ اور اسکے سوا۔

لہ کتاب فتح المنان میں ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے مجوسیوں کے کھانے میں جو کچھ منع کیا ہے وہ انکا ذبیحہ ہے۔

فی[1] المشکوۃ عن جابر ان یہودیۃ سمت شاۃ ثم اھدتھا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الذراع فاکل منھا واکل رھط من اصحابہ الی اخر الحدیث رواہ ابوداؤد والدارمی۔

اور حلال چیز کو اگر ایک جگہ مبیٹھکر مسلمان اور مشرک بہی چہ جائیکہ اھل کتاب کہاویں تو وہ چیز حرام اور ناجائز نہیں ہوجاتی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرونکو بہی اپنے ساتھہ بٹہاکر کہلایا ہے۔

فی[2] مطالب المؤمنین روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاکل فاتاہ کافر فقال اٰکل معاک یا محمد فقال نعم الی اخر ما قال وسیاتی ذکرہا۔

اور حلال چیز کو اگر مسلمان اور اھل کتاب یا کوئی کافر ایک رکابی میں کہاویں یا ایک کا جہوٹا دوسرا کہاوے بشرطیکہ کہانے کیوقت اُنکا ہاتھ یا موہنہ شراب یا اور کوئی حرام چیز میں آلودہ نہو تو بہی اُس چیز کا کہانا حلال اور جائز ہے کیونکہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں یہ مسئلہ مسلم الثبوت ہے۔ کہ سؤر[3] الانسان طاہر

---

[1] مشکوۃ میں جابر سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ملایا اور پہر تحفہ بہیجا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سو لیا حضرت نے اور اُس میں سے کہایا اور آپ کے چند اصحاب نے بہی کہایا۔ روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد اور دارمی نے

[2] مطالب المؤمنین میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا رہے تہے کہ ایک کافر آیا اور کہا میں ساتھ آپ کے کہاؤں اے محمد آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

[3] جہوٹا آدمی کا پاک ہے۔

سئل[1] مولانا شاہ عبد العزیز المحدث الدهلوی رحمۃ اللہ علیہ عن هذا فافتی بجوازہ وهذہ العبارۃ مذکورۃ فی فتاواہ۔

وحکم طعام الکفار من المشرکین والمواکلۃ مع الانگریز علی سفرتہم وفی اوانیہم ان کان مع ظهور منکر کالخمر والخنزیر واوانی الذهب والفضۃ والتلطخ بالنجاسات کاحشاء البقر وغیرها وزمزمۃ المجوس حرام وان کانت الانیۃ اللتی یاکل فیها المسلم خالیۃ عن النجاسۃ لان ذلک مشارکۃ معهم فی شعائرهم وان خلا عن هذہ المفاسد فهو مباح بشرط الطهارۃ انتهی۔

غرضکہ اہل کتاب کے ہاں کا کہانا کہانے میں اور اُن کے ساتھ ایک جگہ بیٹھکر کہانے میں کوئی محظور شرعی نہیں فی نفسہ حلال ومباح ہے باقی رہا عدم جواز لغیرہ چنانچہ اب ہم اُن تمام شبہوں کو جنکے سبب ہندوستان کے مسلمان متشبہین بالہنود طعام اہل کتاب کو اور اُن کے ساتھ مواکلت کرنا ناجائز بتاتے ہیں رفع کرتے ہیں۔ ومن اللہ التوفیق[2]

---

[1] پوچھا گیا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے رحمۃ اللہ علیہ اسکا فتوی تو فتوی دیا اُسکے جائز ہونیکا کہ یہ فتوی موجود ہے اُنکے فتاوی میں اور جو عبارت اس فتوی کی ہے اُسکا ترجمہ یہ ہے اور حکم طعام کفار مشرکین کا اور حکم کھانیکا ساتھ انگریزوں کے دسترخوان پر اور اون کے برتنوں میں یہ ہے کہ اگر ہووے ساتھ ظہور کسی برائی کے مانند شراب یا سوئر کے اور برتن سونے اور چاندی کے اور آلودگی کے ساتھ نجاستوں کے جیسا کہ اوجہ گائے وغیرہ کا اور زمزمہ مجوس کے تو حرام ہے اگرچہ ہووے وہ برتن کہ جس میں مسلمان کہاتا ہے خالی نجاست سے کیونکہ یہ شرکت ہے اُنکے شعار میں اور اگر خالی ہووے ان برائیوں سے تو مباح ہے بشرط پاک ہونیکے تمام ہوا کلام اُنکا۔

[2] اور اللہ سے ہے توفیق۔

الشبہۃ الاولیٰ بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ حال کے انگریز اہل کتاب میں داخل نہیں ہیں اسلئے کہ اس زمانہ کے انگریز اپنی کتاب پر نہیں چلتے اور اُسکے حکموں کو نہیں مانتے تین خدا بتلاتے ہیں اور جو اصلی کتابیں توریت و انجیل کی تہیں اُنکو بدل ڈالا ہے پہر یہ لوگ کس طرح اہل کتاب ہوسکتے ہیں۔

مگر یہ سمجہہ صحیح نہیں ہے اسلئے کہ یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ تمام قرآن مجید میں اول سے آخر تک اور تمام حدیثوں میں جہاں کہیں لفظ اہل کتاب کا آیا ہے اُس سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں اور اس آیت میں بہی جو لفظ الذین اوتوا الکتاب آیا ہے اُس میں بہی یہود و نصاریٰ مراد ہیں چنانچہ بیضاوی میں لکہا ہے ونعم[له] الذین اوتوا الکتاب الیهود والنصاریٰ۔

علاوہ اسکے بہت صاف بات ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمت پر توریت اور حضرت عیسیٰ کی اُمت پر انجیل اُتری تہی پہر جو لوگ اپنے تئیں حضرت موسیٰ یا عیسیٰ کی اُمت میں سمجہتے ہیں یا اُنکا تابع جانتے ہیں اور اپنے تئیں یہودی یا عیسائی کہتے ہیں گو اُن کے افعال اور عقائد کیسے ہی ہوں وہ اُنہیں میں داخل ہیں جن پر کتاب اُتری تہی جیسے کہ ہم مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں یہانتک کہ ایک دوسرے کو کافر بتلاتا ہے اور وہ سب اپنے تئیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سمجہتے ہیں پس تمام فرقے اہل القرآن ہیں یعنی اُنپر قرآن اُترا اُنہیں سے کسی فرقہ کو باوجود اسقدر اختلاف افعال وعقائد کے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اہل قرآن نہیں ہیں اسی طرح تمام یہود و نصاریٰ کو اُن کے افعال اور عقائد کیسے ہی ہوں اہل کتاب ہونے سے خارج نہیں ہوسکتے

علاوہ اسکے ایک اور بات غور کرنے کی اور سمجھنے کی ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں جو

له اور عام ہیں وہ لوگ جنکو کتاب دی گئی ... یہود و نصاریٰ ہیں۔

اور نصاریٰ دونوں کا ذکر فرماتا ہے اور جسقدر عیب اور برائیاں کہ حال کے یہود و نصاریٰ میں اب موجود ہیں وہ سب بیان فرمائی ہیں۔

چنانچہ یہودیوں کی نسبت فرمایا ہے۔ وقالت[1] الیہود عزیز ابن اللہ۔

اور یہود و نصاریٰ کے حق میں درباب تحریف کے فرمایا کہ یحرفون[2] الکلم عن مواضعہ

اور یہ بھی فرمایا کہ فویل[3] اللذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا۔

اور نصاریٰ کے حق میں درباب اُن کے اعتقاد تثلیث کے حضرت عیسیٰ کو خطاب کر کر فرمایا۔ یا عیسیٰ[4] ابن مریم انت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔

---

[1] اور کہا یہود نے عزیز بیٹا ہے اللہ کا۔

[2] پھیرتے ہیں کلموں کو اُن کی جگہ سے۔

[3] سو خرابی ہے اُنکی جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ لیویں اسپر مول تھوڑا۔

[4] اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا لوگوں کو کہ ٹھہراؤ مجھکو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے کہا تو پاک ہے مجھکو نہیں لایق تھا کہ وہ کہوں جو مجھے کہنا نہ تھا اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھکو معلوم ہوگا تو جانتا ہے

اور اُسی باب میں ایک جگہہ یہ فرمایا[1] لقد کفر الذین قالوا ان الله ثالث ثلثة وما من الٰہ الا الله واحد وان لم ینتہوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منہم عذاب الیم۔

اور اسی باب میں ایک اور جگہہ اسطرح فرمایا۔ یا[2] اھل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی الله الا الحق انما المسیح عیسی ابن مریم رسول الله وکلمتہ القہا الی مریم وروح منہ فامنوا بالله ورسلہ ولا تقولوا ثلثة انتہوا خیرا لکم انما الله الٰہ واحد سبحنہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات وما فی الارض وکفی بالله وکیلا۔

اور نصاریٰ کے حق میں حضرت عیسیٰ کو خدا کہنے کی نسبت خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا

لقد[3] کفر الذین قالوا ان الله ھو المسیح ابن مریم وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا الله ربی وربکم

بقیہ حاشیہ ۔ میرے جی کی اور میں نہیں جانتا تیرے جی کی تو ہی جانتا ہے چھپی باتیں میں نے نہیں کہا اُنکو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں اُن سے خبردار تھا جب تک اُن میں رہا پھر جب تو نے مجھے لے لیا تو تو ہی ہے خبر رکھتا اُنکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو اُنکو عذاب کرے تو بندے تیرے ہیں اور اگر اُنکو معاف کرے تو تو ہے زبردست حکمت والا۔

[1] بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا ایک اور بندگی کسی کو نہیں سب مگر ایک معبود کو اور اگر نہ چھوڑینگے جو بات کہتے ہیں البتہ جو اُن میں منکر ہیں پاوینگے دُکھہ کی مار۔

[2] اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر بات تحقیق کی مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا رسول ہے اللہ کا اور اُس کا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اُسکے ہاں کی سو مانو اللہ کو اور اُسکے رسولوں کو اور نہ بتاؤ اُسکو تین یہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمہارا اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے اس لایق نہیں کہ اُس کے اولاد ہو اُسی کا ہے جو کچھہ آسمان و زمین میں ہے اور اللہ بس ہے کام بنانیوالا۔

[3] بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے مسیح مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا ہے کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا

اور اُن کے شراب پینے اور سوئر کھانیکا ذکر بہت سی حدیثوں میں موجود ہے چنانچہ سنن
ابو داؤد میں جو حدیث ثانیہ اہل کتاب کی ہے اُس میں ہے۔ هم[۱] یشربون الخمر ویطبخون فی
آنیتهم الخنزیر۔

غرضکہ جو جو کچھ افعال و عقائد زمانۂ حال کے نصاری کے ہیں وہ سب اُسوقت کے نصاری
کے بھی تھے اور باوجود ان سب باتوں کے اللہ تعالی نے اُنکو اہل کتاب فرمایا ہے علی الخصوص
اس اخیر آیت میں اُن کے اعتقاد تثلیث کا ذکر کیا ہے اور اسپر بھی اُنکو اہل کتاب کہکر مخاطب
کیا ہے پس زمانۂ حال کے نصاری باوجود تمام افعال اور عقائد کے جو وہ رکھتے ہیں اہل کتاب
میں داخل ہیں بلکہ زمانۂ حال کے بعض فرقے نصاری کے جیسے پروٹسٹنٹ اُس زمانہ کے نصاری
سے بہت اچھے ہیں اُس زمانہ کے اکثر نصاری رومن کیتھلک سے تھے صلیب کو اور حضرت عیسی
علیہ السلام کی مورت کو پوجتے تھے پروٹسٹنٹ ایسا نہیں کرتے اور بعض فرقے عیسائیوں
کے ایسے ہیں جو موحد ہیں اور وہ فرقہ جو یونی ٹیرین کے نام سے مشہور ہے اور جو ایک
خدا مانتا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کو نبی بتاتا ہے اُن کے عقائد میں نسبت نبوت حضرت
عیسی علیہ السلام کے ذرا فرق نہیں ہے۔

علاوہ اسکے ہمارے اہل کے فقہا نے اُنہیں نصاری کے ذبیحہ کو حلال بتلایا ہے
جو تثلیث کے قائل ہیں اور صاف اسکی تصریح کردی ہے کہ اگر نصاری وقت ذبح کے تصریح
کہیں[۲] بسم اللہ الذی ثالث ثلثة تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا ورنہ حلال چنانچہ فتاوی عالمگیری کی
کتاب الذبائح میں لکھا ہے۔ الا اذا نص فقال بسم الله الذی هو ثالث ثلثة فلا یحل و

---

۱ وے لوگ پیتے ہیں شراب اور پکاتے ہیں اپنے برتنوں میں سوئر۔

۲ ساتھ نام اُس اللہ کے کہ وہ تیسرا ہے تین میں کا۔

اذا سمع منہ انہ یسمی المسیح علیہ السلام وحدہ او سمی اللہ سبحانہ وسمی المسیح لایاکل ذبیحتہ۔ پس اگر بسبب عقیدہ تثلیث کے نصاریٰ مشرکوں میں داخل ہوتے تو کیونکر انکا ذبیحہ حلال ہوتا۔

الشبہۃ الثانیہ طعام کے لفظ میں گوشت اور ذبیحہ کیونکر داخل ہے۔

بلاشبہہ داخل ہے اسلئے کہ طعام کے معنی لغت میں گیہوں کے اور تمام کہانے کی چیزونکی ہیں گوشت ہو یا غلہ ہو مگر اہل کتاب کے غلہ میں اور انکی پاس جو گوشت ہو اُس کے حلال ہونیمیں تو کچہ شبہہ تہا ہی نہیں بلکہ اگر شبہہ تہا تو اس [illegible] میں شبہہ تہا کہ جس حلال جانور کو اہل کتاب نے مزکی کیا ہو اُسکا گوشت بہی حلال ہے یا نہیں اور آیت وطعام[1] الذین اوتوا الکتاب اُسی کی حلت کے لئے نازل ہوئی تہی اسلئے تمام مفسرین نے طعام کے معنی اہل کتاب کا ذبایح اور تمام کہانے کی چیزیں لئے ہیں۔

چنانچہ تفسیر کشاف میں لکہا ہے وطعام[2] الذین اوتوا الکتاب قیل ہو ذبائحہم وقیل جمیع مطاعمہم ویستوی فی ذالک جمیع النصاریٰ

اور تفسیر نیشاپوری میں ہے وطعام[3] الذین اوتوا الکتاب حل لکم الاکثرون علی ان المراد بالطعام الذبائح لان ماقبل الایۃ فی بیان الصید والذبائح ولان ماسوی الصید

---

* متعلق صفحہ ۹ و ۱۰ - مگر جب ظاہر کیا پس کہا ذبح ہے بنام اس اللہ کے کہ وہ تیسرا ہے تین میں کا تو نہیں حلال ہے پہر جبکہ سنا جاوے کہ اُسنے صرف مسیح علیہ السلام کا نام لیا یا اللہ سبحانہ اور مسیح کا نام لیا تو نہ کہایا جاوے ذبیحہ اُسکا۔

[1] اور کہانا اُنکا جو دئے گئے ہیں کتاب۔

[2] اور کہانا اُن لوگوں کا جنکو دی گئی کتاب کہا گیا ہے کہ وہ (یعنی کہانا) ذبایح انکا ہے اور کہا گیا ہے تمام کہانے اُنکے اور برابر ہیں اس حکم میں سب نصاریٰ۔ [3] اور کہانا اُنکا جنکو دی گئی ہے کتاب حلال ہے

والذبائح محللۃ قبل ان کانت لاھل الکتاب وبعد ان صارت لھم فلا تبقی لتخصیصھا لاھل الکتاب فایدۃ وعن بعض ائمۃ السریۃ ان المراد ھو الخبز والفاکھۃ وما لا یحتاج منہ الی الزکوۃ وقیل انہ جمیع المطعومات۔

اور تفسیر بیضاوی میں ہے وطعام[1] الذین اوتوا الکتاب حل لکم یتناول الذبائح وغیرھا

اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے وطعام[2] الذین اوتوا الکتاب حل لکم یرید ذبائح الیہود والنصاری

غرض کہ طعام کے لفظ میں ذبائح اور وہ گوشت جو ذکوۃ سے حاصل ہوا ہو اور ہر قسم کا کہانا داخل ہے۔

الشبھۃ الثالثۃ بعض لوگ ذبیحہ میں شبہہ کرتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں کہ ذبح سے جانور اُسوقت حلال ہوتا ہے جسوقت کہ اُسی طرح ذبح کیا جائے کہ جس طور مسلمان کے ہاں ذبح ہوتا ہے اور انگریزوں کے ہاں جو گوشت ہوتا ہے یہ بات معلوم نہیں ہوتی ہے کہ اُنکو

(بقیہ حاشیہ) واسطے تمہارے اکثر علما اسپر متفق ہیں کہ مراد طعام سے ذبائح ہے اسلئے کہ وہ آیت جو اس آیت سے پہلے ہے بیچ بیان شکار کے اور ذبائح کے ہے اور اسلئے کہ سب چیزیں سوائے شکار اور ذبائح کے حلال کی گئی ہیں پہلے اس کے کہ ہوویں وہ اہل کتاب کی اور بعد اس کے کہ ہوگئیں واسطے اُن کو پس نہ باقی رہا واسطے خاص کرنے اُنکے اہل کتاب کے لئے کچھ فائدہ اور بعض آئمہ سے روایت ہے کہ سِر اسمیں یہ ہے کہ مراد طعام سے صرف روٹی اور میوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت اُنکی ذبح کی نہیں ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد طعام سے سب کہانے کی چیزیں ہیں۔

[1] اور کہانا اُن لوگوں کا کہ جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے شامل ہے ذبائح اور غیر ذبائح کو۔

[2] اور کہانا اُن لوگوں کا جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے مراد ہے ذبائح یہود اور نصاریٰ سے۔

ذبح بھی کیا ہے یا نہیں کیونکہ اکثر انگریز جانور کو بغیر ذبح کئے ہوئے گردن مروڑ کر یا سر توڑ کر مار ڈالتے ہیں اور اگر ذبح کیا ہو تو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اسکو موافق قاعدہ مسلمانوں کے ذبح کیا ہے یا نہیں اور اگر موافق قاعدہ مسلمانوں کے بھی ذبح کیا ہو تو کسی اہل کتاب نے ذبح کیا ہے یا نہیں کیونکہ انگریزوں کے ہاں اس بات کی بھی کچھ احتیاط نہیں کہ جانور کو اہل کتاب ہی مارے۔

اس شبہہ کا جواب ہم کئی صورت سے دیتے ہیں اول تو یہ صورت ہے کہ ہندوستان میں اس شبہہ کو پیش کرنا بیجا ہے اسلئے کہ وہی قصائی اور وہی ذباح جو ہمارے کہانے کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں وہی انگریزوں کے ہاں ذبح کیا ہوا گوشت دیتے ہیں اور اگر یہ نہو تو بھی اس قسم کا شبہہ کرنا توہمات میں داخل ہے کیونکہ طعام اہل کتاب کا بنص صریح خدا تعالیٰ نے ہمپر حلال کر دیا ہے اور یہ بات کہ وہ ذبح ہوا ہے یا نہیں امر مشتبہ ہے اور اصول کا مسئلہ ہے کہ یقین شبہہ سے زائل نہیں ہوتا۔

علاوہ اسکے ابو داؤد میں باب[1] اللحم لا یدری اذکر اسم اللہ علیہ ام لا حضرت عائشہ سے یہ حدیث مذکور ہے انہم[2] قالوا یا رسول اللہ ان قوما حدیثا عہدھم بجاہلیۃ یاتوننا بلحمان لا ندری اذکروا اسم اللہ علیہا ام لم یذکروا انا کل منہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سموا اللہ وکلوا۔

اگرچہ یہ حدیث نومسلموں کے باب میں ہے لیکن جبکہ اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا ایسا ہی

---

[1] باب اُس گوشت کا کہ معلوم نہو کہ اسپہ نام خدا ذکر ہوا ہے یا نہیں۔

[2] انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ لوگ کہ نئے ہوئے ہیں ساتھ جاہلیت کے یعنی ابھی مسلمان ہوئے ہیں لاتے ہیں گوشت ہم نہیں جانتے ہیں کیا [illegible] اللہ کا نام انہوں نے یاد کیا یا نہیں کیا کھاویں ہم وہ گوشت تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم نام اللہ کا لو اور کھاؤ۔

درست ہے جیسا کہ مسلمان کا تو اُسوقت اس بات کے نہ معلوم ہونیسے کہ آیا بموجب قاعدہ کے ذبح ہوا ہے یا نہیں اُسکا کھانا ناجائز نہیں ہے۔

فی العالمگیری[1] لا بأس بطعام الیھود والنصاریٰ کلہ من الذبائح وغیرھا وفیہا انما توکل ذبیحۃ الکتابی اذا لم یشہد ذبحہ ولم یسمع منہ شیٔ او شہد وسمع منہ تسمیۃ اللہ تعالیٰ وحدہ لانہ اذا لم یسمع منہ شیئا یحمل علی انہ قد سمی اللہ تعالیٰ تحسینا للظن بہ کما بالمسلم انتھی

دوسری صورت یہ ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے حلال کیا ہے پس جس طرح کہ انکے نزدیک اور ان کے مذہب میں جانور کی ذکوۃ درست ہے وہی انکا ذبیحہ ہے اور اُسی کا کھانا ہم مسلمانوں کو حلال ہے یہانتک کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گردن توڑ کر مارڈالنا یا سر پھاڑ کر مارڈالنا ذکوۃ سمجھتے ہوں تو ہم مسلمانوں کو اُسی کا کھانا درست ہے۔

سب سے اول اور بہت بڑی سند سبات کے لئے ابو داؤد کی حدیث ہے باب ذبائح اہل کتاب میں اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے قال[2] فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ فنسخ واستثنیٰ من ذلک فقال طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم

[1] عالمگیری میں ہے کچھ مضائقہ نہیں طعام میں یہود اور نصاریٰ کے سب قسم کے کھانیمیں ذبائح یا غیر ذبائح اور عالمگیری میں ہے کھایا جاوے ذبیحہ کتابی کا اُسوقت ہی کہ نہ موجود ہوں اُسکے ذبح کیوقت اور نہ سنا ہو اُس سے کچھ یا موجود ہوں اُسوقت اور سنا گیا ہو اس سے نام لینا اللہ ہی کا کیونکہ جب نہ سنا گیا ہو اُس سے کچھ تو حمل کرینگے کہ اُسنے بیشک اللہ کا نام لیا بسبب حسن ظن کے ساتھ اُس کتابی کے جیسا کہ مسلمان کے ساتھ چاہیئے۔

[2] کہا اللہ تعالیٰ نے پس کھاؤ تم اُس جانور کو کہ ذکر ہوا اُسپر نام اللہ کا اور نہ کھاؤ وہ کہ اُسپر نہیں ذکر ہے اللہ کا سو منسوخ کیا اُسکو اللہ نے اور استثنا کیا اُس میں سے تو فرمایا اللہ نے کھانا اُن لوگوں کا کہ جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور کھانا تمہارا حلال ہے اُن کے لئے۔

وطعامکم حل لھم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کے ذبح میں موافقت ہمارے قواعد ذبح کے شرط نہیں ہے۔

دوسری یہ دلیل ہے کہ جو احکام حلال و حرام کے ہمارے مذہب میں ہیں اہل کتاب اُن کے مکلف نہیں ہیں بلکہ وہ صرف ایمان لانے کے مکلف ہیں پس جبکہ اہل کتاب کا ذبیحہ خدا تعالیٰ نے ہمکو حلال کر دیا ہے تو اُس میں یہ شرط کسی طرح نہیں لگ سکتی کہ جس طرح ذبح کا حکم مسلمانوں کے لئے ہے اُسی طرح وہ بھی ذبح کیا کریں یہانتک کہ بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ اہل کتاب حضرت مسیح کا نام لیکر ذبح کریں تو بھی اُسکا کھانا درست ہے۔

فی المعالم[1] ولو ذبح یہودی او نصرانی علی اسم غیر اللہ کالنصرانی یذبح باسم المسیح فاختلفوا فیہ قال ابن عمر لا یحل وھو قول ربیعۃ وذھب اکثر اھل العلم انہ یحل وھو قول الشعبی وعطاء والزھری ومکحول سئل الشعبی والعطاء عن النصرانی یذبح باسم المسیح قالا یحل فان اللہ تعالیٰ قد احل ذبائحھم وھو یعلم ما یقولون وقال الحسن اذا ذبح الیہودی او النصرانی فذکر اسم غیر اللہ وانت تسمع فلا تاکلہ فاذا غاب عنک فکل فقد احل اللہ ذالک

---

[1] معالم میں ہے اور اگر ذبح کیا یہودی یا نصرانی نے بنام غیر خدا مثلاً نصرانی ذبح کرے ساتھ نام مسیح کے تو اختلاف ہے اس میں امام ابن عمر نے کہا کہ حلال نہیں اور یہی ہے قول ربیعہ کا اور گئے ہیں اکثر علما اس طرف کہ حلال ہے اور یہ قول ہے شعبی اور عطاء اور زہری اور مکحول کا سوال کیا گیا شعبی اور عطاء سے کہ ایک نصرانی جو ذبح کرے بنام مسیح علیہ السلام کے اُس کا کیا حکم ہے اُنھوں نے کہا کہ حلال ہے کیونکہ حلال کر دے اللہ تعالیٰ نے انکے ذبیحہ اور اللہ خوب جانتا ہے کہ نصرانی ذبح کے وقت کیا کہا کرتے ہیں۔ [illegible] حسن بصری نے کہا کہ جب یہودی یا نصرانی ذبح کرے اور نام لیوے غیر خدا کا اور تو سُن لیوے تو نہ کھا تو اسکو اور جب [illegible] ذبح ہو تو کھا بیشک اللہ نے یہ کھانا حلال کیا ہے

مگر ہمارا عمل ایک وجہ خاص سے اس روایت پر نہیں ہے اور نہ اسپر ہم عمل کرنیکی اجازت دیتے ہیں اور نہ اسپر زیادہ بحث کرنیکی ضرورت سمجھتے ہیں کیونکہ کوئی انگریز کسی ملک میں کسی جانور کو باسم المسیح ذبح نہیں کرتا۔

تیسرے یہ کہ اگرچہ حنفی مذہب کی کتابوں میں اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل نہیں ہے لا مالکی مذہب کی کتابوں میں بہت تفصیل ہے جو اس مقام پر لکھی جاتی ہے۔

تفسیر امام ابن العربی میں تحت تفسیر آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب[1] میں لکھا ہے۔

سئلت[2] عن النصرانی یقتل عنده الدجاجة ثم یطبخها هل تؤکل معه او تؤخذ منه طعاما فقلت تؤکل لانها طعامه وقد اجتازه رهبانه وان لم تکن هذه ذکوٰة عندنا ولٰکن الله اباح طعامهم مطلقا وکلما رائیناه حلالا لهم بمائدتهم فهو حلال لنا الا ما ورد نص فی حرمته انتهٰی کلامه باختصاره۔

اسکے سوا معیار میں لکھا ہے سئل[3] یعنی ابو عبد الله العجار عما ذکره ابن العربی عند قول الله تعالیٰ وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اذا سئل عن النصرانی یسل عنق

---

[1] اور کہانا انکا جنکو دی گئی ہے کتاب۔

[2] پوچھا گیا مجھسے کہ نصرانی جو قتل کرے مرغی اور پکاے اسکو تو آیا کہائی جاوے ساتھ اس نصرانی کو یا لیا جاوے اس میں سے کچھ کہانے کے لئے تو میں نے کہا کہ کہائی جاوے کیونکہ وہ کہانا ہے نصرانی کا اور جائز کیا ہے اسکو علما نے اگرچہ نہیں ہے یہ ذبح ہمارے یہاں مگر اللہ نے مباح کر دیا ہے انکا کہانا مطلقا اور جو کہانا کہ دیکھیں ہم ان کے سے حلال ان کے دسترخوان پر تو وہ حلال ہے ہمارے لئے الا وہ کہانا کہ وارد ہوا ہے صریح حکم اسکی حرمت کا تمام ہوا کلام اسکا بالاختصار۔

[3] پوچھا گیا ابو عبد اللہ العجار سے وہ مسئلہ کہ ذکر کیا ہے اسکا ابن العربی نے پاس قول اللہ تعالیٰ کے

الدجاجة ثم يطبخها هل توكل معه او تؤخذ منه طعاماً فقال توكل لانها طعامه وحل ذلك

قول في المدونة يجوز الفتوى به ام لا وهل يجوز للانسان في خاصة نفسه ان

يعتمد ويعمل به ام لا وقال بعد ذالك كلما يرونه حلالاً في دينهم فهو حلال

لنا الا ما ورد نص في حرمته فاجاب وقفت على السوال في مسئلة فك النصراني

رقبة الدجاجة هل ياكلها المسلم معه او ياخذها منه طعاماً فافتى القاضي ابن العربي

بجواز ذالك ولم تزل الطلبة والشيوخ تستشكلها ولا اشكال فيها عند صاحب التامل

لان الله تعالى اباح لنا طعامهم الذي يستحلونه في دينهم على الوجه الذي

شرع ولا يشترط ان تكون ذكوتهم موافقة لذكاتنا في ذالك الحيوان المذكى ولا يستثنى

الا ما حرم الله علينا على الخصوص كالخنزير ان كان من طعامهم ويستحلونه بالذكوة

التي يستحلون بها بهيمة الانعام وكالميتة واما ما لم يحرم علينا على الخصوص فهو مباح لنا

اور کہا اُنکا جنکو دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے جبکہ سوال ہوا اُن سے بابت اس نصرانی کے کہ اکہاڑ

لیوے گردن مرغی کی اور پکاوے اسکو تو کہائی جاوے وہ مرغی ساتہہ اُس نصرانی کے یا لیا جاوے

اس میں سے کچہہ کہانیکو تو کہا ابن العربی نے کہ کہائی جاوے کیونکہ وہ کہانا ہے نصرانی کا اور کیا یہی حکم

ہے کتابوں میں فتوی دینا اسپر جائز ہے یا نہیں اور کیا جائز ہے انسان کو کہ خاص اپنے لئے اسپر

اعتماد کرے او عمل کرے اور کہا ہے ابن العربی نے بعد اس قول کے سب چیزیں کہ حلال جانتے

ہیں وہ لوگ اپنے دین میں حلال ہیں ہمکو سواے اُسکے کہ حکم آیا ہے اسکے حرام ہونیکا - تو جواب دیا ابو

عبداللہ العجازی نے کہ واقف ہوا میں اس سوال سے بیچ مسئلہ توڑ دالنے نصرانی کے گردن مرغی کی کہ

کہاوے مسلمان وہ مرغی ساتہہ اُس نصرانی کے یا لیوے اس میں سے کچہہ کہانیکو سو فتوے دیچکے ہیں

قاضی ابن العربی اُس کے جواز کا اور طالب علم اور مشائخ ہمیشہ اسکے شبہہ میں رہتے ہیں اور

كسائر اطعمتهم وكلما يفتقر الى الزكوة من الحيوانات فاذا ذكاه على مقتضى دينهم احل لنا اكله ولا يشترط في ذالك موافقة ذكوتنا لزكوتهم وذالك رخصة من الله تعالى وتيسير علينا فاذا كانت الزكوة مختلفة في شرعنا فتكون ذبحا في بعض الحيوانات ونحرا في بعض وعقرا في بعض وقطع عضو الراس وشبهه كما هي ذكوة افرادا ووضعا في ملء حار وذالك في الحلزون فاذا كان الاختلاف موجودا بالنسبة الى الحيوانات في شرعنا فكذالك قد يكون في شرع غير ملتنا سل عنق الحيوان على وجه الزكوة فاذا فعل الكتابي

(باقی حاشیہ) حال یہ ہے کہ کچھ شبہ نہیں ہے نزدیک صاحب شامل کے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے مباح فرمایا ہمارے لئے ان کا سب کھانا کہ جسکو حلال جانتے ہوں وہ لوگ اپنے دین میں جس طرح پر کہ انکے دین میں حکم شرع ہے اور نہین ہے یہ شرط کہ ذبح اُنکا ہمارے ذبح کے موافق ہو اُس حیوان حلال کے ہونے میں اور اُن کا کوئی کھانا اس حکم سے مستثنےٰ نہیں ہے سوائے اُن چیزوں کے کہ خاص ہمپر اللہ نے حرام کی ہیں مثلاً سور اگرچہ ہے اُنکا کھانا اور حلال کرتے ہیں اُسکو ساتھ ایسے ذبح کے کہ جس سے حلال کرتے ہیں چوپاؤں کو اور مثلاً مردار کورہ چیزیں کہ حرام نہیں خاص ہمپر مباح ہیں ہم کو جیسے کہ سب کھانے اُن کے ہمکو حلال ہیں اور جتنے جاندار کہ حاجت اُن کے ذبح کی ہوتی ہے جب ذبح کریں اُسکو موافق اپنے دین کے تو حلال ہے ہمکو اُسکا کھانا اور نہیں شرط ہے اُسمیں کہ اُنکا ذبح موافق ہو ہمارے ذبح کے اور یہ اجازت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور آسانی ہے ہمپر۔ پس جبکہ ہے ذبح ہماری شریعت میں مختلف قسم پر کہ بعض حیوان کا ذبح ہے یعنی گلا کاٹنا اور بعض کا نحر یعنی سینہ کاٹنا اور بعض کا عقر یعنی زخمی کرنا اور بعض کا سر وغیرہ اعضا کا کاٹنا جیسے کہ ذبح افراد کی ہے یا ڈالنا گرم پانی میں اور یہ اُس کیڑہ میں ہوتا ہے کہ چراگاہ شتر اور دریاے شور میں پیدا ہوتا ہے پس جبکہ اختلاف ذبح بہ نسبت حیوانات کے ہماری شریعت میں ہوتا ہے تو ایسا ہی ہو سکتا ہے کہ ہووے اختلاف ذبح اور شریعت میں بھی

ذالك اكلنا طعامه كما اذن لنا ربنا سبحانه ولا يلزمنا ان نبحث على شريعتهم في ذالك
بل اذا رأينا ذوي دينهم يستحلون ذلك اكلنا قاضي القاضي لانها طعام احبارهم ورهبانهم
الى ان قال واما قولكم هل ذالك قول في المذهب وهل يجوز الفتوى به ام لا فهو كلام منكر
مشكل لان ظاهره ان ما يفتي به من تعاطي من المسلمين ذلك ولا خلاف ان المسلم اذا
سل عنق الدجاجة او غيرها انها ميتة وانما كلام القاضي اذا كان المسلم مع كتابي فعل الكتابي
هل ياكل المسلم ذلك الطعام ام لا فقال القاضي يجوز للمسلم لا يفعل ذالك بحيوان
فقولكم هل ذلك قول في المذهب وهل يجوز الفتوى به كلام غير محصل بل اهل المذهب
كلهم يقولون ويفتون ان كل طعام اهل الكتاب حلال لنا الا ما خصص من ذلك كما تقدم
فهذه المسئلة مما لا يختلف فيها ولا يتوقف على الفتوى بها ان ما وقع استشكال كلام
القاضي ولا اشكال فيه اذا تامل فيه على الوجه الذي تقرر انتهى نقل صاحب المعيار باختصار

(باقی حاشیہ) توڑی گئی گردن کسی جاندار کی واسطے ذبح کرنے اُسکے کے سوا اگر کتابی نے یہ کیا ہے
تو ہم کھائنگے یہ کھانا اُسکا کیونکہ اجازت دی ہمکو ہمارے رب سبحانہ نے اور لازم نہیں ہے ہمکو کہ بحث
کریں اُنکی شریعت پر اسباب میں بلکہ جب دیکھیں ہم کہ اُنکے دیندار لوگ حلال جانتے ہیں اُسکو تو کھاینگے
ہم وہ کہا ہے قاضی نے اس لئے کہ یہ کھانا اُن کے عالموں اور اُن کے پرہیزگاروں کا ہے - یہانتک
کہ فرمایا قاضی نے کہ اور یہ کہنا تمہارا کہ کیا یہ قول ہے مذہب میں اور کیا اسپر فتوی جائز ہے یا نہیں ایک
بات نہایت ناپسند اور شبہہ انداز ہے اسواسطے کہ ظاہر قول قاضی کا یہ ہے کہ وہ یہ فتوی دیتے ہیں
اُسکو کہ آمد و رفت کرے اور معاملہ رکھے اُس کے ساتھ مسلمانوں میں سے اُسکا - اور اسمیں کچھ خلاف
نہیں ہے کہ مسلمان توڑ ڈالے اگر گردن مرغی کی یا کسی اور جانور کی تو بیشک وہ مردار ہے - اور کلام قاضی
کا صرف اسمیں ہے کہ جب مسلمان ہو کتابی کے ساتھ اور اُس کتابی نے یہ کیا تو وہ مسلمان بھی یہ کھانا کھاوے

اور یہ بات منقح ہوچکی ہے کہ اگر کوئی شخص مقلد کسی ایک امام کا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک خاص مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کرے تو ناجائز نہیں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ اسکی نص صریح اُسکے مذہب میں موجود نہو پس ایسی روایت پر مذاہب اربعہ کے مقلد عمل کرسکتے ہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ جو گوشت ہمارے سامنے آیا ہے نہ تو معلوم ہے کہ اُسکو کسی مسلمان نے ذبح کیا ہے اور نہ یہ معلوم کہ اُسکو کسی کتابی نے مطابق اپنے طریقہ کے مزکی کیا ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ اُسکو کسی مشرک نے مارا ہے کیونکہ انگریزونکو مشرک کے مارے ہوے جانور کے کہانے میں بہی کچھ پرہیز نہیں ہے اور ہندوستان میں اسبات کا زیادہ تر شبہہ اسلیئے ہوتا ہے کہ انگریزوں کے اں چمارتک باورچی اور خدمتگار ہوتے ہیں پس کیا تعجب ہے کہ کسی مشرک نے اُسے مارا ہو۔

اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ درحقیقت اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ مشرک کا مارا ہوا حرام ہے مگر اس شبہہ پر جو بیان کیا گیا عمل کرنیکے دو طریق ہیں ایک بموجب فتوی کے اور ایک بطریق احتیاط کے عمل اوپر فتوی کے یہ ہے کہ جب طعام اہل کتاب کا ہمارے سامنے آیا ہے جسکو بنص صریح خدا تعالیٰ نے حلال کردیا ہے تو ہمکو اسبات کی تفتیش کی کہ

باقی حاشیہ) یا نہیں تو فیضی نے فرمایا کہ جائز ہے مسلمانکو اُس کا کہانا کیونکہ مسلمان یہ کام نہیں کرتا ہے کسی جاندار کے ساتھہ سو یہ کہنا تمہارا کہ یہ قول مذہب میں ہے اور اُس کے ساتھہ فتویٰ بہی ہے ایک بات لا حاصل ہے بلکہ سب اہل مذہب کہتے ہیں اور فتویٰ دیتے ہیں کہ کہانا اہل کتاب کا ہمکو حلال ہے سوا اسکے کہ خاص ہے اس میں سے جیسا کہ اوپر گذرا۔ سو یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اُس میں کچھہ اختلاف نہیں اور کچھہ توقف اس فتوی کے دینے میں نہیں ہو سکتا ہے اسلیے کہ واقع ہووے اشتباہ کلام فیضی میں اور حال یہ ہے کہ کچھہ شبہہ نہیں ہو سکتا ہے اسمیں جبکہ تامل ہووے جسطور ثابت ہوا تمام ہوئی نقل صاحب معیار کی بالاختصار۔

کس نے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہے کچھ حاجت نہیں اور جب تک کہ ہمکو ثابت نہو جاوے کہ وہ مشرک کا مارا ہوا ہے اُسوقت تک اُسکے کہانے سے انکار کرنیکی یا اُسکے کہانیکو ناجائز سمجہنے کی کوئی وجہہ نہیں تحسینا للظن به کما بالمسلم کما ذکرنا انفامن العالمگیری لیکن جب معلوم ہوجائیگا کہ مشرک کا مارا ہوا ہے تو البتہ اُسوقت اُسکا کہانا ممنوع اور حرام ہے اور طریقہ احتیاط کا یہ ہے کہ اگر ایسا شبہہ یا وہم دل میں آوے تو دریافت کرلیں اگر درحقیقت مشرک نے قتل کیا ہو نہ کہاویں مگر اس شبہہ خاص سے عموماً طعام اہل کتاب کیوں ناجائز ہوگا۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ ہم بلا کسی بحث کے نسبت ذبیح اہل کتاب کے یہ بات فرض کرلیں کہ تمام ذبائح بجز اس صورت کے کہ اُسکو مسلمان نے ذبح کیا ہو یا اہل کتاب نے مسلمانونکے قواعد ذبح کے موافق ذبح کیا ہو حرام اور ناجائز ہیں تو بہی صرف اُسی گوشت کا کہانا ناجائز ہوگا جو اس طرح کے ذبح سے حاصل ہوا ہے نہ اُسکا جو مسلمان یا اہل کتاب مسلمانوں کے قاعدہ کے موافق ذبح سے حاصل ہوا ہو اور نہ اُن چیزونکا جن میں ذبح ہوتا ہے نہیں مثلاً مچھلی روٹی چاول انڈا شیرینی وغیرہ پس صرف گوشت کی نسبت ہر شخص دریافت کرسکتا ہے کہ کس طرح حاصل ہوا ہے اُسکو نہ کہاوے۔

یہی طریق ہم مسلمانوں میں بہی جاری ہے جب کوئی شیعہ ہمارے دسترخوان پر آتا ہے اور ہمارے ہاں مچھلی پکی ہوئی تیار ہے تو وہ پوچہتا ہے کہ یہ فلس دار ہے یا بے فلس اگر بے فلس مچھلی ہووے تو وہ نہیں کہاتا کہ اُسکے مذہب میں بے فلس کی مچھلی کہانا منع ہے پس اگر ہمکو بہت احتیاط ہو تو یہی طریقہ ہمکو اہل کتاب کے ساتھہ برتنا چاہیے۔

لہ بسبب حسن ظن کے ساتھہ کتابی کے جیسا کہ حسن ظن ساتھہ مسلمان کے ہے چنانچہ ذکر کیا ہمنے ابہی عالمگیری میں سے۔

الشبہۃ الرابعۃ انگریزوں کے ہاں کھانا پکانے والے چمار تک ہوتے ہیں تو اُن کا پکایا ہوا کھانا کس طرح جائز ہوسکتا ہے۔

یہ شبہہ ایسی صورت میں کہ مسلمانوں کے ہاں کا پکایا ہوا کھانا ہو اور انگریز شریک ہوں یا انگریزوں کے ہاں کا کھانا پکانے والے مسلمان ہوں نہیں ہوسکتا باقی رہی یہ بات کہ کھانا پکانیوالا انگریز یا کوئی اور ہو مشرکین میں سے اگر انگریز ہے تو وہ اہل کتاب ہے جس کے پکائے ہوئے کھانے میں کچھ محظور شرعی نہیں ہے اور اگر وہ مشرک ہے تو بموجب مذہب اہل السنت والجماعت کے مشرکین میں کوئی نجاست ظاہری نہیں فی[1] العنایۃ شرح الہدایۃ قال اللہ تعالےٰ انما المشرکون نجس قلت النجاسۃ فی اعتقادہم لا فی ذاتہم۔ پس جس طرح کہ ہم لوگ بلا کسی تردد و تامل کے ہندوؤں کے ہاں کا پکا ہوا کھانا اور حلوائیوں کی مٹھائی کھاتے ہیں اُسی طرح اُسکو بھی کھائینگے جیسا احتمال نجاست کا ہے کہ اُسے انگریز یا مشرک پکانے والے نے پکانے میں بے احتیاطی کی ہو اُس سے بہت زیادہ احتمال حلوائیوں کی مٹھائی اور دودہ اور ہندوؤں کے پکے ہوئے کھانے میں ہے خصوصاً اُس کھانے میں جو چوکہ میں بنایا گیا ہو کہ بدون گوبر کے لیپنے کے چوکہ ہو ہی نہیں سکتا پس جبکہ ہم اُن کے ہاں کے کھانے میں کچھ تامل نہیں کرتے تو انگریزوں کے ہاں کھانے میں اگر اُسکو کسی مشرک نے پکایا ہو کیوں تامل کرینگے لان کل ذلک محکوم بطہارتہ[2] حتے اتیقن بنجاستہا۔

---

[1] عنایہ شرح ہدایہ میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صرف مشرکین ناپاک ہیں۔ کتا ہوں میں نجاست اُنکے اعتقاد میں ہے نہ اُنکی ذات میں۔

[2] کیونکہ اس سب کے پاک ہونے کا حکم ہے جب تک کہ یقین اُسکی نجاست کا ہووے۔

جناب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مسئلہ کی مانند ایک فتویٰ پوچھا گیا اور انہوں نے جواز کا فتویٰ دیا چنانچہ وہ فتویٰ بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

قول المستفتی[1] ما تقولون ان الادویۃ المرکبۃ الرطبۃ التی یصنعونہا اھل الحرب فی دارھم من الادھان ومیاہ الاشجار وغیرھا ھل یجوز استعمالہ للمسلمین فی دار الاسلام من غیر ضرورۃ شدیدۃ تبیح المحظورات ام لا یجوز وھل تعود النجاسۃ عند استعمال الادویۃ الیابسۃ بالسحق مع الماء او الادھان ام لا وما حکم مداواتہم وقرطاسہم اذا بلت طاھرا ونجس وکذا الصمغ التی یختمون بہا مکتوبہم بعد ان قبل بلعاب الفم ھل یجوز للمسلم ان یدخلھا فی فمہ لیکون صالحا للختام وھی ایضا من مصنوعاتہم فی دیارھم۔

جواب[2] یجوز استعمال الادویۃ المذکورۃ والصمغ وغیرھا من مصنوعات اھل الشرک بحکم ھذہ الروایۃ لعموم البلویٰ وعدم التیقن بالنجاسۃ قال ابو حفص البخاری

---

[1] قول فتویٰ لینے والے کا۔ کیا کہتے ہو تم کہ دوائیں مرکبات اور ترکہ بناتے ہیں اہل حرب اپنے ملک میں مثلاً تیل اور درختوں کے عرق وغیرہ تو جائز ہے مسلمانوں کو انکا استعمال اپنے ملک میں بغیر ضرورت سخت کے کہ مباح کرتی ہے ممنوعات کو یا نہیں جائز ہے۔ اور کیا پھر آجاتی ہے نجاست بروقت استعمال دوا خشک کے ساتھ پیسنے کے پانی میں یا تیل میں یا نہیں اور کیا ہے حکم دوا کرنے انکے کا اور کاغذ اُن کے کا جبکہ گیلا ہو جاوے پاک یا ناپاک۔ اور ایسا ہے وہ گوند کہ بند کرتے ہیں اُس سے وہ اپنے خطوط گیلا کر کے اپنے تھوک سے تو جائز ہے مسلمان کو کہ لیوے اس گوند کو اپنے منہ میں تا اُسکو درست کرے خطوط بند کرنے کے لئے اور وہ گوند بنایا ہوا ہے اُن ہی کا اُن ہی کے ملک میں۔

[2] جواب جائز ہے استعمال ان دواؤں مذکورہ کا اور اُس گوند وغیرہ کا کہ بنائی ہوئی ہیں اہل شرک کی بموجب حکم اس روایت کے واسطے عموم بلوے کے اور عدم تیقن نجاست کے۔ کہا ابو حفص بخاری نے

من شك فى انائه وثوبه او يديه اصابه النجاسة ام لا فهو طاهر ما لم يتيقن وكذلك الابار والحياض التى يتخذها اهل الشرك والبطالة وكذلك الثياب التى ينسجها اهل الشرك والجهلة من اهل الاسلام وكذا الجباب الموضوعة والمركبة فى الخرق والعمامات التى يتوهم فيها اصابة النجاسة كل ذلك محكوم بطهارة حتى يتيقن بنجاستها واصل ذلك ما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه استسقى عبد الرحمن بن عوف فقال سقيتك من جرة مخمرة او من الجب الذى يشرب منه الناس فقال عليه السلام من الجب الذى يشرب منه الناس وروى عن محمد بن واسع رح ان رجلا جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اجرة ابيض مخمرة اى مستورة اتوضأ به احب اليك ام وضوء جماعة المسلمين قال وضوء جماعة المسلمين

جس شخص نے کہ شک کیا اپنے برتن میں یا اپنے برتن میں یا اپنے کپڑے یا اپنے ہاتھوں میں کہ لگی ہے اسکو نجاست یا نہیں سو وہ پاک ہے جبتک کہ یقین نہو اور ایسے ہی وہ کنوئیں اور حوض کہ استعمال کرتے ہیں اُن کو اہل شرک اور بطالت اور ایسے ہی وہ کپڑے کہ بنتے ہیں اُنکو اہل شرک یا جاہل مسلمان - اور ایسے ہی وہ تھیلیاں کہ رکھی ہوں یا لگائی ہوں خرقوں میں اور عماموں میں کہ جن میں وہم ہووے لگنے نجاست کا سو اس سب کا حکم طہارت کا ہے جبتک کہ یقیناً نجاست نہووے - اور اس سب کی اصل وہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا عبد الرحمن بن عوف سے تو انہوں نے کہا نہ جو تھیلیا ڈھکی ہوئی ہے اُس میں سے پانی پلاؤں یا اُس بڑے مٹکے سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں تو فرمایا کہ بڑی مٹکے میں سے کہ جس میں سب لوگ پیتے ہیں اور روایت امام محمد بن واسع سے ہے کہ ایک شخص آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ اونچی رکھی ہوئی تھیلیا جو ڈھکی ہوئی ہے اُس میں سے وضو کروں تو یہ آپ کو پسند ہے یا وہ پانی کہ اُس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ پانی جس میں جماعت مسلمانوں کی وضو کرتی ہے -

احب الادیان الی اللہ الحنیفیۃ السمحۃ فتاوی حمادیہ واللہ اعلم وفی الہدایۃ سور الآدمی وما یوکل لحمہ طاہر لان المختلط بہ اللعاب وقد تولد من لحم طاہر ویدخل فیہ الجنب والحائض والنفساء والکافر وفی الکافی شرح الہدایۃ اذ لو حکم بنجاستہ لاحتاج کل جنب وحائض الی انائٍ علی حدۃ وفیہ الحرج کما لا یخفی وفی العنایۃ شرح الہدایۃ ثبت فی الصحیحین ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم مکن ثمامۃ ابن اثالۃ فی المسجد قبل اسلامہ فلو کان نجسا لما مکنہ من ذلک فان قلت قال اللہ تعالی انما المشرکون نجس قلت النجاسۃ فی اعتقادہم لا فی ذاتہم انتہی ۔

بات یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں حقیقت مسائل شرعیہ کی علی الخصوص اُن مسائل کی جنکو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا بالتصریح اُن کے جائز ہونے کا حکم دیا

سب دینوں میں وہ دین اللہ کو پسند ہے کہ راست ہو اور آسان ہو فتاوی حمادیہ واللہ تعالی اعلم ۔ اور ہدایہ میں ہے کہ جھوٹا آدمی کا اور اُس جانور کا کہ کھایا جاتا ہے گوشت اُسکا پاک ہے کیونکہ جو ملا ہے اُس میں وہ لعاب دہن ہے اور یہ لعاب پیدا ہوتا ہے گوشت پاک سے ۔ اور داخل ہیں اسی حکم میں جنابت والے اور حیض اور نفاس والی عورتیں اور کافر ۔ اور کافی شرح ہدایہ میں ہے کیونکہ اگر حکم انکی نجاست کا کریں تو بیشک حاجتمند ہونگے سب جنبی اور حیض اور نفاس والی عورتیں علیحدہ برتن کے اور اس میں بہت حرج ہے کہ یہ پوشیدہ نہیں ہے ۔ اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ ثابت ہی صحیح بخاری اور مسلم میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹہرایا ثمامہ بن اثالہ کو مسجد میں اُسکے مسلمان ہونے سے پہلے پس اگر نجس ہوتا تو اُسکو مسجد میں حضرت نہ ٹہراتے ۔ پس اگر تو یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مشرک لوگ ناپاک ہیں تو ہم جواب دیتے ہیں کہ نجاست اُنکے اعتقاد میں ہے نہ اُنکی ذات میں ۔

بخوبی مستحکم ہے اور بمقابل اُن مسائل کے نہ لوگوں کے بُرا بھلا کہنے کی کچھ حقیقت سمجھتا ہے
اور نہ اپنے مریدوں اور شاگردوں کے وعظ سننے والوں کے پھر جانے کا اندیشہ ہے اور نہ
نذر و نیاز کے بند ہونے کا کچھ خدشہ ہے اُسکے لئے ان تمام شبہات وہمیہ کے دور
کرنے کے لئے صرف یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ نے یہودی کے
ہاں کا پکا ہوا بغیر کسی خدشہ کے کھایا اور جب آپ سے نصاریٰ کے ہاں کے کھانے
کے باب میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا لا یتخلجن فی صدرک[1] طعام کافی دوائی ہے
کیونکہ یہ شبہات جسقدر کہ پیش کئے جاتے ہیں یہی تمام شبہات اُسوقت بھی موجود تھے
اور باوجود ان سب باتوں کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا یتخلجن فی صدرک[2]
طعام پس جب کسیکا اتقار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتقار سے بڑھا ہوا ہو
وہ اُن شبہات وہمیہ پر طعام اہل کتاب سے بچنے کا دعویٰ کرے۔

الشبہۃ الخامسۃ جن برتنوں میں کہ کھانا انگریزوں کے ہاں پکتا ہے اور جن
برتنوں میں کھایا جاتا ہے اُن کے پاک ہونیکا کس طرح یقین ہو سکتا ہے۔

یہ شبہہ ایسی صورت سے کہ انگریز مسلمان کے گھر آکر مسلمان کے ہاں کا پکا ہوا کھانا
کھاویں متعلق نہیں ہو سکتا ہے البتہ اُس صورت سے کہ مسلمان انگریزوں کے گھر جاکر کھاویں
متعلق ہو سکتا ہے پس ایسی حالت میں یہ بات دیکھنی چاہئے کہ وہ برتن کس قسم کے ہیں
آیا تانبے یا چینی یا شیشہ کے ہیں کہ جن میں اثر اشیاء محرمہ کا اگر اُن میں کھائی یا پی گئی ہوں نفوذ
نہیں کرتا ہے یا مٹی وغیرہ کی قسم سے ہیں کہ جن میں اثر اُنکا نفوذ کرتا ہے پس اگر وہ برتن قسم

[1] نہ خلجان ڈالے تیرے سینہ میں کوئی کھانا۔

[2] نہ خلجان ڈالے تیرے سینہ میں کوئی کھانا۔

اول کے ہیں اور دہوئے ہیں تو اُن میں کہانا بے خدشہ مباح اور درست ہے اور اگر وہ بے دہوئے ہیں اور اُن میں محرمات کے کہائے جانیکا صرف احتمال یا ظن غالب ہے مگر یقین نہیں اور نہ کوئی ظاہری نجاست اُن میں ہے تو بغیر دہوئے ہوئے ہیں کہانا مکروہ یعنی بر احتیاطی ہے مگر حرام یا ممنوع شرعی نہیں (لان[1] کل ذالک محکوم بطہارتہ حتی تیقن بنجاستہا) اور یہ حکم کچھ انگریزوں ہی کے برتنوں کے ساتھہ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام اُن قوموں کے برتنوں سے متعلق ہے جو اُن چیزونکو کہاتے پیتے ہیں جنکا کہانا پینا ہماری شریعت میں حرام ہے اور اگر وہ برتن قسم دوم کے ہیں جن میں اثر نفوذ کرتا ہے جیساکہ مٹی کے برتن اور ہمکو اس بات کا یقین ہے کہ اُن میں شراب پی گئی ہے یا سوئر پکایا گیا ہے تو اُن کے واسطے یہ حکم ہے کہ اگر اور برتن ملیں تو اُن میں نہ کہاویں اور اگر اور برتن نہ ملیں تو اُن کو دہولیں اور کہاویں۔

ابوداؤد میں ابو ثعلبہ الخشنی سے روایت ہے[2] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انا نجاوز اہل الکتاب وہم یطبخون فی قدورہم الخنزیر ویشربون فی آنیتہم الخمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان وجدتم غیرہا فکلوا فیہا واشربوا وان لم تجدوا غیرہا فارحضوہا بالماء وکلوا واشربوا۔

---

[1] کیونکہ اس سب کے پاک ہونے کا حکم ہو چکا ہے جب تک کہ اُسکے ناپاک ہونے کا یقین ہووے۔

[2] پوچہا ابو ثعلبہ الخشنی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہمارا گذر ہوتا ہے اہل کتاب پر اور وہ پکاتے ہیں اپنی ہانڈیوں میں سوئر اور پیتے ہیں اپنے برتن میں شراب تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر پاؤ تم اور برتن تو کہاؤ اور پیو اُن میں اور اگر اور برتن نہ پاؤ تو اُنکو پانی سے دہوکر اُن میں کہاؤ پیو۔

اور صحیح مسلم میں اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں فان وجدتم غیرھا فلا تاکلوا فیھا و ان لم تجدوا فاغسلوھا وکلوا فیھا۔

ان حدیثوں کی نسبت بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب اور برتن ملیں تو پھر انگریزوں کے برتنوں میں کھانا نہ چاہیے مگر ایسا سمجھنا تین وجہ سے غلط ہے۔

اول یہ کہ یہ حدیث اُن برتنوں سے متعلق ہے جن میں شراب اور سور کھایا پکایا جاتا ہے اس زمانہ میں انگریزوں کے یہاں جو عام رواج ہے اس میں شراب پینے کے برتن بالکل علیحدہ ہیں اور سوئر کھانے کے برتن بالکل علیحدہ ہیں بلکہ ہر ہر قسم کے کھانے کے لیے برتن جدا جدا ہیں پس یہ حدیث اُن برتنوں کی جو سوئر اور شراب کے کھانے کے نہیں ہیں متعلق نہیں ہوسکتی ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ حدیث اُن برتنوں سے متعلق ہے کہ جن میں اثر ماکول اور مشروب کا سرایت کرتا ہے۔

تیسرے یہ کہ تمام علما نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ نہی احتیاطی ہے اور انگریزوں کے برتنوں میں دھونے کے بعد کھانے میں باوجودیکہ اور برتن موجود ہوں کچھ کراہت بھی نہیں ہے چنانچہ اس مقام پر وہ روایتیں نقل کرتے ہیں۔

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری کہتے ہیں لا تاکلوا فیھا ای احتیاطاً فاغسلوھا امر وجوب ان کان ظن النجاسۃ والا فامر ندب۔

---

[۱] اگر پاؤ تم اور برتن تو نہ کھاؤ اُنمیں اور اگر نہ پاؤ تم اور برتن تو اُنہی کو دھولو اور اُن ہی میں کھاؤ۔

[۲] نہ کھاؤ تم اُن برتنوں میں یعنی احتیاط کے لیے پس دھوؤ اُنکو یہ حکم وجوبی ہے اگر ہووے گمان نجاست کا ورنہ یہ حکم استحبابی ہے۔

اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کتاب الصید والذبائح میں لکھا ہے۔ وقد[1]
یقال هذا الحدیث مخالف لما یقول الفقهاء فانهم یقولون یجوز استعمال او
انی المشرکین اذا غسلت ولا کراهة فیها بعد الغسل سواء وجد غیرها ام لا وهذا
الحدیث یقتضی کراهة استعمالها ان وجد غیرها ولا یکفی غسلها فی نفی الکراهة وانما
یغسلها ویستعملها اذا لم یجد غیرها والجواب ان المراد النهی عن الاکل فی
آنیتهم التی کانوا یطبخون فیها لحم الخنزیر ویشربون الخمر کما صرح به فی روایة ابی
داؤد وانما نهی عن الاکل فیها بعد الغسل للاستقذار وکونها معتادة النجاسة
کما یکره الاکل فی المحجمة المغسولة واما الفقهاء فمرادهم مطلق آنیة الکفار التی لیست
مستعملة فی النجاسات فهذه یکره استعمالها قبل غسلها فاذا غسل فلا کراهة فیها لانها طاهرة
ولیس فیها استقذار ولم یریدوا نفی الکراهة عن آنیتهم المستعملة فی الخنزیر وغیره
من النجاسات واللہ اعلم۔

---

[1] کہتے ہیں کہ یہ حدیث مخالف ہے قول فقہاء کے کہ وہ کہتے ہیں جائز ہے استعمال مشرکین کے برتنوں کا
جب دہوے جاویں اور کچھ کراہت اُن میں نہیں بعد دہونے کے اور برتن اُن کے سوا موجود ہوں
یا نہوں اور یہ حدیث مقتضی ہے اسکی کہ استعمال اُن برتنوں کا مکروہ ہے اگر اور برتن ان کے سوا موجود
ہوں اور صرف دہونا ہی اُنکا کافی نہیں ہے کراہت کے دور کرنے کے لئے بلکہ دہووے اور
برتے اُنکو جب نہ موجود ہوں اور برتن اور جواب یہ ہے کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ منع کرنا کہانے
سے اُن کے اُس برتن میں کہ پکاتے ہیں اُس میں گوشت سوئر کا اور پیتے میں اُس میں شراب چنانچہ
یہی تصریح ہے روایت ابی داؤد میں اور منع کیا گیا ہے اُن میں کہانا غسل کے بعد صرف گھن کے سبب
اور اسلئے کہ ان میں نجاست ہی کی عادت ہے چنانچہ مکروہ ہے کہانا پچھنوں کے برتن میں جو دہو یا گیا ہو

علاوہ اسکے ابوداؤد میں جو دوسری حدیث جابر سے روایت ہے اُس میں صاف بلاکسی خدشہ اور کسی قید کے مشرکین کے برتنوں کا استعمال آیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔

عن جابر قال کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنصیب من آنیۃ المشرکین واسقیتھم فنستمتع بھا فلا یعیب ذلک علیھم۔

وقد سئل مولانا شاہ عبد العزیز المحدث الدھلوی عن ھذا فاجاب ھکذا کما ھو مذکور فی فتاواہ وھذہ عبارتہ یکرہ الاکل والشرب فی اوانی۔ المشرکین قبل الغسل لان الغالب والظاھر من اوانیھم النجاسۃ وانھم یستحلون الخمر ویشربون ذلک ویاکلون ویطعمون فی قدورھم وفی قصاعھم وانیھم فکرہ الاکل فیھا قبل الغسل

متعلق صفحہ ۲۸۔ اور فقہاء کی مراد یہ ہے کہ مطلق برتن کافروں کے جو نجاستوں میں مستعمل نہیں ہیں مکروہ ہے اُنکا استعمال دہونے سے پہلے اور جب اُنکو دہو لیا تو کچھ کراہت نہیں کہ وہ پاک ہیں اور نہیں ہے اُن میں کچھ گھن اور نہیں مراد ہے فقہاء کی یہ کہ کراہت نہیں ہے اُن کے اُن برتنوں میں جو مستعمل ہوتے ہیں خنزیر وغیرہ نجاستوں میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

لہ۔ جابر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیوں میں جاتے تھے تو ملتے ہمکو برتن مشرکوں کے اور پانی کے برتن اُنکے تو برتتے ہم اُنکو سو حضرت عیب نہیں لگاتے تھے اسکا ہم پر۔

لہ اور پوچھا گیا شاہ عبد العزیز سے اسکا حکم تو یہ ہے جواب دیا کہ وہ مذکور ہے اُن کے فتاوی میں اور یہ اُنکی عبارت ہے مکروہ ہے کہانا اور پینا مشرکین کے برتنوں میں پہلے دہونے سے اور ظاہر اُن کی برتن میں نجاست ہے اور وے حلال جانتے ہیں شراب اور پیتے ہیں اُسکو اور کہلاتے پکاتے ہیں اپنی ہانڈیوں میں اور اپنے گہڑوں میں اور اپنے برتنوں میں تو مکروہ ہے کہانا اُن میں دہونے سے پہلے۔

اعتبار الظاهر کما کرہ التوضی بسور الدجاجۃ لانہا لاتتوقی من النجاسۃ غالبا لان الاصل
فی الاشیاء الطہارۃ وتشکیکا فی النجاسۃ فلم یثبت النجاسۃ بالشک ہذا اذا لم یعلم
بنجاسۃ الاوانی واذا علم فانہ لا یجوز ان یشرب فیہا قبل الغسل ولو اکل وشرب کان
شاربا واکلا حراما ہذا حاصل ما ذکر فی الذخیرۃ ۔

قال العبد (اے الحبیب) اصلحہ اللہ تعالی وما ابتلینا من شراء السمن والخل واللبن
والجبن وسائر المایعات من الہنود علی ہذا الاحتمال تلویث اوانیہم وان نساءہم لا
تتوقین عن السرقین وکذا یاکلون لحم ما قتلوہ وذلک میتۃ فی المجتنب ان لم یجد بدا
منہم ان یستوثق علیہم ان یجتنبوا عن السرقین والمیتۃ فالشق علیہم بامرہم ان یعطوا اوانیہم

باعتبار ظاہر کے جیسا کہ کروہ ہے وضو سا تہہ جہوٹے پانی مرغی کے کہ وہ غالب نجاست سے نہیں بچتی ہے
کہ اصل اشیاء میں طہارت ہے اور شک کرتا ہے نجاست میں تو نہیں ثابت ہے نجاست شک سے
جبکہ نہ معلوم ہووے نجاست برتنوں کی اور جب معلوم ہووے تو نہیں جائز ہے کہ پیوے اُن میں پہلے
دہونے سے اور اگر کہالیا یا پی لیا اُن میں تو ہوگا حرام کا کہانیوالا یا حرام کا پینے والا یہ حاصل ہے اُسکا
جو ذخیرہ میں ہے ۔

کہتا ہے بندہ (یعنی حبیب) صلاحیت دے اللہ اُسکو اور وہ چیزیں کہ مبتلا ہیں ہم اُن میں خریدنا گہی کا
اور سرکہ کا اور دودہ کا اور پنیر کا اور سب رقیق چیزوں کا ہنود کے ہاں سے اسی حکم میں ہیں بسبب
احتمال آلودگی اُن کے برتنوں کے اور اُن کی عورتیں نہیں بچتی ہیں نجاستوں سے گوبر سے اور
کہاتی میں گوشت اس جانور کا کہ قتل کرتے ہیں اُسکو اور یہ مردار ہے اور مجتنب میں ہے کہ نہ پائے
چارہ اس بات کا کہ نہ اعتماد کرے اُن پر کہ بچیں وہ گوبر اور مردار سے تو دشوار ہوگا کہ حکم کرے
اُنکو کہ دیویں وہ اپنے برتن ۔

مسلمان [illegible] يغسلوا بايديهم بحضرة من المسلمين والاوّل اباحة فتوى
والتحرز التقوى كذا فى نصاب الاحتساب۔

اور اس باب میں کہ وہ پانی جس سے وہ برتن دہوئے گئے پاک تہا یا ناپاک شرعاً کچہ شبہ نہیں ہو سکتا اسلیئے کہ کوئی پاک چیز شبہہ سے ناپاک نہیں ہو جاتی جیسے کہ ابہی بیان ہوا۔

علاوہ اسکے تیسیر الوصول میں خاص انگریزوں کے گہروں کے پاک ہونے میں اثر صحابہ موجود ہے اور یہ حدیث اس میں ہے وعن ابن عمر قال توضاء عمر رضی اللہ عنہ بالحمیم فی جر نصرانیة ومن بیتها اخرجہ رزین قلت وترجم بہ البخاری واللہ اعلم۔

الشبهة السادسة میز پر بیٹھکر چہری اور کانٹے سے کہانا اور تشبہ بالنصاری کرنا کس طرح پر جائز ہے۔

اس شبہہ کا حل دو طرح کرنا چاہیے اول یہ کہ فی نفسہ میز پر بیٹھکر اور چہری اور کانٹا اور چمچہ سے کہانیکا کیا حکم ہے پہر تشبہ کا حکم بیان کیا جاے چہری سے کاٹنا جائز بلکہ سنت ہے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کو چہری سے کاٹکر تناول فرمایا ہے۔

مسلمان کو کہ دہو دے انکو یا دہوویں وہ اپنے ہاتہ سے سامنے مسلمانوں کے اور اگر یہ نہو سکے تو اباحة فتوی ہے اور پرہیزگاری تقوی ہے یہی نصاب الاحتساب میں ہے۔

لہ اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ وضو کیا عمر رضی اللہ عنہ نے گرم پانی سے جو ایک نصرانی عورت کے گہر میں اور اسی کے مٹکے میں تہا یہ حدیث امام رزین نے نکالی ہے - اور میں کہتا ہوں کہ اسکو بخاری نے بہی بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

بخاری میں عمرو ابن امیہ سے روایت ہے۔ اخبرہ[1] انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحتز من کتف الشاۃ فی یدہ فدعی الی الصلوۃ فالقہا والسکین التی یحتز بہا ثم قام فصلی ولم یتوضا

اور ابوداؤد میں جو حدیث درباب منع قطع لحم بالسکین کے ہے اُسکو خود ابوداؤد نے ضعیف لکھا ہے قال[2] القسطلانی۔ فان قلت ہذا الحدیث یعارض حدیث ابی معشر عن ہشام ابن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رفعتہ لاتقطعوا اللحم بالسکین فانہ من صنع الاعاجم وانہشوہ فانہ اہنأ وامرأ اجیب بان اباداؤد قال ہو حدیث لیس بالقوی وحینئذ لایحتج بہ من اجل ابی معشر نجیح السندی الہاشمی صاحب المغازی قال البخاری وغیرہ منکر الحدیث ومن مناکیرہ حدیث لاتقطعوا اللحم بالسکین ہذا لکن قال الحافظ ابن الحجر ان لہ شاہدا انتہی ۔

---

[1] اُنکو خبر دی ہے کہ اُنہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھری سے کاٹتے تھے شانہ بکری کا جو آپ کے ہاتھ میں تہا کہ بلائے گئے طرف نماز کے پھر ڈالدیا اُس شانہ کو اور اُس چھری کو کہ جس سے کاٹتے تھے اور جا کھڑے ہوئے نماز پر اور نماز پڑہائی اور وضو نکیا۔

[2] کہتے ہیں قسطلانی - اگر تو یہ کہے کہ یہ حدیث معارض ہے حدیث ابی معشر کے جو روایت کرتے ہیں ہشام ابن عروہ سے کہ وہ روایت اپنے باپ سے جو روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ سے کہ وہ اس حدیث کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہونچاتے ہیں کہ فرمایا حضرت نے نہ کاٹو گوشت کو چھری سے کہ یہ فعل عجم کا ہے اور دانت سے کماؤ کہ یہ بہت خوب اور خوشگوار ہے تو جواب یہ ہے کہ ابوداؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے اور اسوقت اس حدیث سے حجت نہو گی بسبب ابی معشر کے کہ حجت لیتے ہیں اُسکے ساتھ سندی الہاشمی صاحب المغازی - کہتے ہیں امام بخاری وغیرہ کہ یہ ابو معشر منکر الحدیث ہیں اور اُنکے مناکیر سے ہے حدیث لاتقطعوا اللحم بالسکین - یہ یاد رکھنا چاہیے کہتے ہیں حافظ ابن حجر کہ اُسکے واسطے شاہد بھی ہے۔

اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ حدیث بھی صحیح ہے تو اسکی تطبیق پہلی حدیث سے شیخ عبدالحق محدث دھلوی نے صراط المستقیم شرح سفرالسعادت میں اس طرح پر کی ہے۔

اگر حدیث نہی صحیح ہست در گوشتے باشد کہ نیک نضج یافتہ و احتیاج بریدن ندارد واٰنچہ در بریدن آید در انچہ نضج نیافتہ بعد اس کے شیخ محدث دہلوی نے اُسی مقام پر حدیث نہی کو اور بھی ضعیف کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ نہی ایسی ہے جیسا کہ ہاتھ سے گوشت توڑنے پر بھی نہی آئی ہے اور اُنکی عبارت یہ ہے۔

ہمچنانکہ نہی از بریدن گوشت بکارد ورود یافتہ از گرفتن گوشت از استخوان بدست نیز منع گونہ واقع شدہ ودر جامع الاصول از صفوان بن امیہ آوردہ کہ گفت بودم من کہ میخوردم با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومیگرفتم گوشت را بدست خود از استخوان فرمود نزدیک بگرداں گوشت از دہن خود کہ وے گوارا تر وسبک تر ہست رواہ ابوداؤد وروی الترمذی۔

پس یہ نہی ایسی نہیں ہے کہ جسکے ارتکاب میں کچھ قباحت ہووے کیونکہ یہہ نہی حکمی نہیں ہے چہرا اور کانٹے کے استعمال کا قیاس چہری پر کرنا چاہئے کہ اُن کے استعمال کی ممانعت کہیں نہیں ہے چنانچہ ایسی چیزیں جنسے ہاتھ بہرتا ہے سب چمچے سے کہاتے ہیں ولا یعاب ولا یکرہ۔

میز پر کہانے کے لئے کوئی حدیث منع کی وارد نہیں ہے صرف اتنی بات ہے کہ جس طرح رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی چپاتی تناول نہیں فرمائی اور کبھی تشتریوں اور رکابیوں میں کہانا تناول نہیں فرمایا ہے اور نہ کبھی میدے اور روے کی اور چہنے ہوئے آٹے کی روٹی کہائی اُسی طرح کبھی خوان پر یعنی میز پر کہانا تناول نہیں فرمایا

پس جو حال کہ ان چیزوں کا ہے وہی میز پر کہانے کا ہے جس طرح دو مباح ہیں اسی طرح یہ بہی مباح ہے۔

بخاری میں قتادہ سے روایت ہے ما اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبزا مرققا[1] ولا شاتا مسموطۃ حتےٰ لقے اللہ عز وجل۔

اور حضرت انس سے روایت ہے ما علمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل[2] علی سکرجۃ قط ولا خبز امرققا قط ولا اکل علی خوان قط قیل لقتادۃ فعلی ما کانوا یاکلون قال علی السفر

السکرجۃ[3] بضم السین والکاف والراء المشددۃ وفتح الجیم وقیل الراء المفتوحۃ وھی صحاف صغار کذا فی القاموس۔

وفی مجمع البحار[4] ولا اکل علی خوان قط ھو ما یوضع علیہ الطعام عند الاکل لانہ من داب المترفین لئلا یفتقروا الی التطاطوء والانحناء۔

---

[1] نہیں کہائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چپاتی اور نہ بکری کا گوشت بہنا ہوا یہاں تک کہ ملے اللہ عز وجل سے۔

[2] نہیں جانتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہایا ہو اوپر تشتری کے کبہی اور چپاتی کبہی اور نہ خوان پر کبہی تو کہا گیا قتادہ سے پہر کس پر کہاتے تہے تو کہا کہ دستر خوان پر۔

[3] سکرجہ میں سین اور کاف اور را رتشدید والی پر پیش ہے اور جیم پر زبر اور بعض را پر بہی زبر کہتے ہیں اور وے رکابیاں ہیں چہوٹی چہوٹی یہ ہی قاموس میں۔

[4] اور مجمع البحار میں ہے اور نہ کہایا اوپر خوان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبہی خوان وہ چیز ہے کہ جسپر کہانے کے وقت کہانا رکہتے ہیں اسلئے کہ یہ دستور ہے تونگروں کا تاکہ نہ حاجت ہووے جہکنے کی۔

اور بخاری میں ابو حازم سے روایت ہے انہ سئل سہلاً ھل رایتم فی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم النقی قال لا فقلت کنتم تنخلون الشعیر قال لا ولکن کنا ننفخہ[1]۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح کھانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا اس طرح کا کھانا سنت ہے اور اسکے سوا فی نفسہ مباح ہے اسی طرح دسترخوان پر کھانا سنت اور میز پر کھانا فی نفسہ مباح ہے۔

اب باقی رہی بحث نسبت تشبہ کے اور اس باب میں حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم[2] پر استدلال کیا جاتا ہے کتاب اللباس باب ماجاء فی الاقبیۃ[3] میں ابو داود نے لکھی ہے۔

مگر اس حدیث کو اس مسئلہ سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہے مناسب ہے کہ اول نفس الفاظ حدیث میں غور کیجاوے کہ قوم سے کیا مراد ہے اور تشبہ سے کیا مراد ہے اور منہم کے کیا معنی ہیں اور اس کے بعد حدیث کے معنی بیان ہوں۔

تشبہ کسی قوم کے ساتھ اسیوقت کہا جا سکتا ہے کہ مابہ التشبہ خاصہ اسی قوم کا ہو اور کسی قوم میں نہ پایا جاوے میز پر بیٹھکر کھانا اور چھری کانٹے سے کھانا قوم نصاری کا خاصہ نہیں ہے بلکہ تمام ترک جو مسلمان ہیں وہ بھی اسی طرح پر کھاتے ہیں پس کیا وجہ ہے کہ جو میز پر بیٹھکر کھانیوالونکو مشابہت نصاریٰ کے ساتھ دیجاوے اور اتراک کے ساتھ

---

[1] پوچھا ابو حازم نے سہل سے کہ دیکھا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں میدہ کہا نہیں پھر کہا سنے کہ تم چھانا کرتے تھے جو کا آٹا کہا نہیں مگر پھونک مار لیتے تھے۔

[2] جو تشبہ کرے کسی قوم کے ساتھ وہ اس قوم میں ہے۔

[3] کتاب پوشاک باب ان حدیثوں کا کہ آئی ہیں پہننے کے کپڑوں میں۔

نہ دیجاوے علی الخصوص ایسی صورت میں کہ مسلمان کے حق میں نیک گمان چاہیئے پس جبکہ یہ بات بخوبی معلوم ہو کہ جو لوگ میز پر بیٹھکر کہاتے ہیں وہ مسلمان ہیں اور عقائد اسلامی رکہتے ہیں تو کیوں اُنکے اس فعل کو نصاریٰ کے ساتہہ تشبیہہ دیویں اور مسلمانوں کے ساتہہ تشبیہہ نہ دیویں اور یہ بات کہ ترکوں کی قوم کو ہندوستان کے لوگوں نے نہیں دیکہا کہ اُن کے ساتہہ مشابہت دیں اس میں کچہہ قصور مرتکبین کا نہیں ہے بلکہ مشابہت دینے والوں کا قصور ہے۔

اب لفظ تشبہ پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا اس لفظ سے تشبہ تام مراد ہے یا غیر تام مراد ہے تو کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کیا جو شخص صرف انگریزی جوتی پہن لے یا بگہی پر سوار ہو کر نکلے یا گہوڑے پر انگریزی کاٹہی بجائے زین کے رکہے یا چینی کے برتنوں میں کہاوے یا شیشہ کے گلاس میں پانی پیوے یا کرسی پر بیٹہے وہ سب معنی لفظ تشبہ میں داخل ہونگے حالانکہ جزئیات میں تشبہہ ساتھ اہل کتاب کے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ ترمذی نے شمائل میں ابن عباس سے روایت کی ہے

ان[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسدل شعرہ وکان المشرکون یفرقون رؤسہم وکان اھل الکتاب فیما یسدلون رؤسہم وکان یحب موافقۃ اھل الکتاب فیما لم یؤمر فیہ بشیٔ ثم فرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[1] بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہے چہوڑتے تہے اپنے بال اور مشرکین مانگ نکالتے تہے اور اہل کتاب سیدہے چہوڑتے تہے اپنے بال اور حضرت پسند کرتے تہے موافقت اہل کتاب کی جس امر میں کہ حکم نہوا ہو پہر حضرت مانگ نکالنے لگے۔

اور اگر لفظ مشابہت سے مشابہت تام مراد ہے بایں[1] لایعرف اھو من النصاریٰ ام ھو من الاتراک تو ایسی مشابہت میز پر بیٹھکر کھانے پر متحقق نہیں کیونکہ کوئی شخص جسکی ظاہری و باطنی آنکھیں خدا تعالیٰ نے اندھی نہ کردی ہوں اگر مسلمانوں کو میز پر کھاتے دیکھے تو کبھی اُسکو یہ شبہہ نہیں ہونیکا کہ یہ لوگ انگریز ہیں یا مسلمان بلکہ مسلمانوں کو مسلمان پہچان لیگا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے صاف فتویٰ دیا ہے کہ جو باتیں کفار کے ساتھہ ایسی مخصوص ہیں کہ کوئی مسلمان اُنکو نہیں کرتا اُنکا کرنا تشبہ میں داخل ہے اور منع ہے اور ایسی باتیں جو کفار پر مخصوص نہیں ہیں گو کفار اُنکو بہت زیادہ کرتے ہوں اور مسلمان کم اُن کے کرنے میں کچہ مضائقہ نہیں ہے اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی بات جو مخصوص کفار کے ساتھہ ہو بنظر آرام و فائدہ کے کیجاوے تو کچہ مضائقہ نہیں ہے بعد اسکے وہ لکھتے ہیں کہ جو تشبہ کہ منع ہے وہ یہ ہے کہ اپنے تئیں اُنہیں میں گنے اور بلا شبہہ اس طرح اپنے تئیں کفار میں گننا منع کیا بلکہ کفر ہے نہ یہ کہ جو باتیں دنیا کے آرام کی کفار کرتے ہیں اُن کے اختیار کرنے میں وہ تشبہ لازم آجاوے جو شرعاً منع ہے چنانچہ ہم اس مقام پر فتویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب کا بعینہ نقل کرتے ہیں۔

فتویٰ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ در باب تشبہ محررہ شہر جمادی الثانی ۱۲۴۷ھ

موافق قواعد شرع چیزے کہ مخصوص بکفار باشد و مسلمانان آنرا استعمال نکنند خواہ در لباس خواہ در چیز دیگر بطریق اکل و شرب داخل تشبہ است و ممنوع و آنچہ مخصوص بکفار نیست گو کہ کفار آنرا بیشتر استعمال کنند و مسلمانان کمتر مضائقہ ندارد و ہمچنیں اگر بعض

---

[1] نہیں پہچانا جاتا کہ وہ نصرانی ہے یا ترک۔

از امور مخصوصہ کفار بنا بر آرام و یا بنا بر فائدہ دنیاوی استعمال کنند بے آنکہ خود را مشتبہ بآنہا سازند مضائقہ ندارد و آں تشبہی کہ ممنوع ہست مطلقاً آنست کہ خود را در اعداد آنہا داخل کنند و امالۃ قلوب بآنہا داشتہ باشند و ہمچنین تعلیم لغت ایشاں و خط ایشاں بنابر تشبہ البتہ ممنوع اما بنا بر اطلاع بر مضامین کلام ایشاں یا خواندن خطوط ایشاں اگر تعلم لغت کنند یا خط ایشاں بنویسند مضائقہ ندارد و در حدیثے کہ در مشکوۃ مذکور است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید ابن ثابت را بتعلم خط یہود امر فرمودند و زید ابن ثابت از او در عرصہ قریب آموختند و تشبہ در عبادات و اعیاد مطلقاً ممنوع ہست احادیث و آیہ بریں بسیار ند غرضکہ تشبہ بآنہا بر چیزے کہ باشد داخل منع ہست و آموختن زبان ایشاں برائے اطلاع یا پوشیدن پوشاک برائے فائدہ بدنی مضائقہ ندارد انتہی۔

اگرچہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس فتوی میں تشبہ ممنوع کی نسبت بہت سی قیدیں لگائی ہیں اور بالکل مدار تشبہ ممنوع کا ان لفظوں پر رکھا ہے کہ خود را در اعداد آنہا داخل کنند پھر بھی درحقیقت اس حدیث کو اس قسم کی تشبہ سے بھی کچھ علاقہ نہیں ہے جیسا کہ اسی مقام پر لکھا جاویگا۔

اب لفظ منہم پر غور کرنا چاہیے کہ منہم کے لفظ کے کیا معنی ہیں آیا یہ معنی ہیں کہ جس شخص نے مشابہت تام نصاری کے ساتھ کی تو وہ بھی نصرانی ہوگیا۔ وان اعتقد[1] ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وان استقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا وان صلی صلوتنا وصام صیامنا غالباً امید ہے کہ کوئی متعصب سے متعصب یہانتک

[1] اگرچہ اعتقاد کرے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگرچہ قبلہ بناوے ہمارا قبلہ اور کہاوے ہمارا ذبیحہ اور نماز پڑہے ہماری نماز اور روزہ رکھے ہمارا روزہ۔

کہ نصرانی بھی منہم کے لفظ سے یہ مراد نہیں لینگے پس جبکہ لفظ منہم کے یہ معنی [illegible]
اور معنی اُسکے لینے چاہئیں پس معنی اس حدیث کے یہ نہیں ہیں [illegible]
بلکہ یہ معنی ہیں جو ہم بیان کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ اس حدیث کو نہ طعام سے تعلق [illegible]
کسی قوم کے ساتھہ کیا جاوے تعلق ہے نہ اس حدیث سے [illegible]
بقوم آخر بجز ایک حکم کے جسکا بیان کیا جاتا ہے [illegible]
جدال و قتال یا اور کسی واقعہ میں جو مسلمان اور اور کسی قوم کے [illegible]
جاویں تو اُنکی شناخت کہ کون مسلمان ہیں کون نہیں ہیں کیونکہ [illegible] اُنکی ترتیب
تجہیز و تکفین موافق اُس قوم کے ادا کیا جاوے پس صرف اسی باب میں یہ حدیث ہے
اور یہ حکم ہے کہ جس قوم کے مشابہ جو ہو اسی قوم میں اُسکو شمار کرنا چاہیے اور چونکہ اس
طرح کی شناخت اغلب اوپر لباس کے منحصر ہوتی ہے اسلئے تمام محدثین نے اس
حدیث کو کتاب اللباس میں ذکر کیا ہے اور اُسی حدیث کی بنا پر روایات فقہیہ کتب فقہ
میں مذکور ہیں۔

مثل اسکے اور مؤید اس گفتگو کے ایک اور حدیث ابو داؤد میں آخر کتاب الجہاد
میں موجود ہے عن سمرة بن جندب اما بعد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من جاء مع المشركين وسكن معهم فانه مثله یعنی جس طرح کہ لڑائی میں مشرک
کا خون یا غارت مال و اسباب محفوظ نہیں رہ سکتا اسیطرح اُسکا بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

؎ سمرة بن جندب سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ آیا ساتھہ مشرکین
کے اور رہا اُن کے ساتھہ تو وہ بھی مانند اُن ہی کے ہے۔

اب رہا ایک اعتراض جو بعض متعصبین نسبب اسکے پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں
کہ جو کہ میز پر بیٹھکر کہانا یا انگریزوں کے ساتھ کہانا اُن ہندوستانیوں نے اختیار کیا ہے
جو عیسائی ہوگئے ہیں اور اُنکی صورت میں اور اکثروں کے لباس میں کچھ فرق نہیں ہے
پس جو مسلمان انگریزوں کے ساتھ یا میز پر بیٹھکر کہاتا ہے وہ اس بات میں تشبہ کرتا ہے
کہ وہ بہی متنصر ہے مگر اس قسم کا شبہہ اہل علم کی شان سے نہایت بعید ہے بہر حال
اس شبہ کا بہی یہی جواب ہے کہ حدیث تشبہ کو اس قسم کے افعال سے کچھ تعلق نہیں
نہ اسکی نسبت اُس میں کچھ حکم ہے معہذا یہ تخصیص جو ہندوستان میں جاری ہے وہ
اس سبب سے ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے اُس تعامل کو جو بلاد اسلام میں
جاری ہے اور تمام انگریز اور مسلمان آپس میں کہاتے ہیں اور میزوں پر کہاتے ہیں ہندوستان
میں رائج نہیں کیا پس مسلمانونکو اسکا رواج دینا چاہیے کہ وہ تخصیص از خود باطل ہوجاویگی

فیا[1] ایها المسلمون تعاملوا علیها لا علی نیة العجب والتکبر بل علی نیة ترفع حال
المسلمین لئلا ینظر ہم قوم بنظر الحقارة مما اعتادوا من الذلة والمسکنة ان الله یعلم
ما فی صدورنا ویحکم علینا بما فی قلوبنا من حسن النیة او غیرہ۔

مولانا مولوی شاہ محمد اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ رفع یدین نماز میں اگرچہ
سنت ہدیٰ ہے مگر جو کہ ان بلاد میں شعار اہل تشیع کا ہے تو اُس سے احتراز اولیٰ ہے

---

[1] سو اے مسلمانوں برتاؤ کرو تم اسپر نہ بہ نیت غرور اور تکبر کے بلکہ بہ نیت ترقی حال مسلمانوں
کے تاکہ نہ دیکھ سکے انکو کوئی قوم ساتھہ حقارت کے بسبب اُنکی اُن عادتوں کے جو ذلت اور مسکنت
کی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ہمارے دلوں میں ہے اور حکم کریگا موافق اُسکے کہ ہمارے
دلوں میں ہے حسن نیت یا غیر حسن نیت سے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اُنکا شعار اسی وجہ سے ہوگیا ہے کہ تم نے ترک کر رکھا ہے پس اگر تم اُسکو اختیار کروگے تو اُنکے شعار کی خصوصیت نہ رہیگی پس جو امر کہ مباح ہے اُسکے کرنیوالوں پر اسوجہ سے کہ اس ملک میں اور کوئی مسلمان نہیں کرتا کسی طرحکی ملامت نہیں ہو سکتی۔

انصاف کرنے کی بات ہے کہ میز پر کہانا تو تشبہ بالنصاری ہووے اور مباح کو یعنی انکے کہانیکو ترک کرنا اور اُسکے کہانے والے کو کافر جاننا اور ذات سے گرا دینا اور حقہ پانی بند کر دینا تشبہ بالیہود نہووے تمام اہل علم جانتے ہیں کہ جہان میں یہ مشہور ہے کہ جہاں کسی نے کہانا انگریز کے برتن میں کہالیا وہ کافر ہوگیا اور کم قوموں اور کم ذاتوں میں تو یہ جہالت کی رسم ہے کہ جب تک وہ بیچارہ کچہہ صرف نہ کرے اور پنچایت نہ دے اور پہر کر قاضی اُسکو مسلمان نہ کرے تب تک وہ ذات میں نہیں ملایا جاتا اور پہر جاہلوں کے خوف سے کوئی عالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا تمہاری جہالت ہے شراب پینے سے بہی آدمی کافر نہیں ہوتا نہ کہ حلال اور مباح کہانے سے یہ بلا اسی سبب سے ہے اور اسی سبب سے عوام میں اسکا رواج بہی ہو رہا ہے کہ علما اُن کے ڈر سے اور اپنی نذر و نیاز کے خوف سے اور اپنے تئیں جہوٹ موٹ کا صاحب تقویٰ و ورع جتانے کے لئے اور جولاہوں میں بیٹہکر تعریف سننے کے لالچ سے کلمۂ حق زبان پر نہیں لاتے صاف او صریح حدیثونکو اور حکموں اور مسئلونکو چہپاتے ہیں اور عوام کی تالیف قلوب کے واسطے اس مسئلہ کو کبہی بنظر تشبیہ کے حرام بتلاتے ہیں کبہی اُسکو باعث محبت اور دوستی کا بتلا کر منع ٹہراتے ہیں مگر افسوس یہ کہ ہندو اور مشرکین کے حق میں اس قسم کا کوئی مسئلہ جاری نہیں کرتے اُنکے دینی بہائی بنجاتے ہیں اور اُنکے میلوں میں شریک ہوجاتے ہیں

اور اُن کے ساتھہ راہ و رسم دوستانہ رکھتے ہیں اُن کے گھر کے کہانا کہانے میں تو کبھی کوئی مسلم کافر کیا گنہگار بہی نہو وے اور اہل کتاب کے کہانا کہانے سے کافر اور مرتد ہوجاوے۔ اسکا کیا سبب ہے یہی سبب ہے کہ جو طریقہ جاری ہوگیا ہے وہ سنت ہے اور جو برتری [illegible] وہ بدعت ہے سبحان اللہ دین کو بہی دل لگی ٹھہرا رکہا ہے۔

بعض صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا کہ اس قسم کے اکل بہاہم میں کوئی محظور شرعی نہیں ہے مگر تہمت کا اتہام تو بیشک ہوتا ہے اور حدیث میں آیا ہے اتقوا من مواضع التہم پس مسلمانوں کو ایسے امور سے کہ اتہام تہمت ہو بچنا چاہیے۔

یہ گفتگو نہایت عجیب ہے مواقع تہم وہ ہیں جو محظور شرعی ہیں اور جو امر کہ شرعاً مباح ہیں اُن پر مواقع تہم کا اطلاق کسیطرح نہیں ہوسکتا۔

الشبھۃ السابعۃ۔ بعض شبہہ کرتے ہیں کہ تسلیم کیا کہ اُن آیات و روایات سے طعام اہل کتاب کا مباح ہوا مگر مضمون آیت طعامہم حل لکم وطعامکم حل لہم سے مواکلت اور ایک جگہ بیٹھکر کہانا کہاں سے نکلا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو خود اشارۃ النص سے صریحاً مواکلت نکلتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کہانا مسلمانوں کو حلال ہے بلکہ یہ بہی فرمایا کہ اے مسلمانو تمہارا کہانا بہی حلال ہے یعنی وہ انکا کہانا کہاویں اور یہ اُن کا اور اسی سے اشارہ ہے مواکلت پر۔

دوسرے یہ کہ ابوداؤد میں جو حدیث ابن عباس سے مروی ہے اور جسکے اخیر میں واحل طعام اہل الکتاب ہے اُس حدیث کو ابوداؤد نے باب حنیف میں لکہا ہے جس سے

[illegible] اور اُن کے لئے حلال ہے [illegible] اور حلال ہے کہانا اہل کا۔

پایا جاتا ہے کہ بطور ضیافت کے کہانا جائز ہے ۔

تیسرے یہ کہ جب ساتھ بیٹھکر کہانے میں کوئی محظور شرعی نہیں ہے تو اس کے ممنوع ہونیکی بہی کوئی وجہ نہیں ہے ۔

چوتھے یہ کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے فتوے میں صاف لکہا ہے کہ انگریزوں کے ساتھہ اور انکے دسترخوان پر اور ان کے برتنوں میں کہانا بشرطیکہ منکرات میں سے کوئی چیز نہو اور کہانا و برتن نجس نہو مباح ہے اور یہی ہم بہی کہتے ہیں اور کرتے ہیں اس سے زیادہ نہ کچہ کہیں نہ کریں ۔

الشبھۃ الثامنۃ ۔ اس پر یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ ساتھہ بیٹھکر کہانا اور آپس میں اختلاط رکہنا باعث ازدیاد محبت و تولا کا ہے اور مسلمان کے سوا اور کسی مذہب والے سے تولا و دوستی شرعاً جائز نہیں اس واسطے اہل کتاب کے ساتھہ بیٹھکر کہانا جو باعث محبت و اخلاص کا ہوتا ہے حرام یا مکروہ تحریمی ہے ۔

اس اعتراض سے دو امر کی تسلیم تو لازم آگئی اول تو اس بات کی کہ انگریزوں کے ساتھہ کہانا فی نفسہ تو ناجائز نہیں ہے اگر کچہ عدم جواز ہے تو لغیرہ ہے ۔

دوسرے اس بات کی تسلیم لازم آئی کہ اگر ایک آدہ دفعہ اتفاق سے کہالے تو کچہ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ ایک آدہ دفعہ کے کہانے میں کچہ تو دو و اختلاط نہیں ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ کے بعض علمانے بہی دو ایک دفعہ کے کہالینے کا فتویٰ دیا ہے اور عالمگیری اور مطالب المومنین اور نصاب الاحتساب کی روایتوں پر استدلال کیا ہے اور وہ روایتیں یہ ہیں ۔

عالمگیری ولا بأس بالذهاب الى ضيافة اهل الذمة ... (see below)

انه هل يحل ام لا وحكى عن الحاكم الامام عبد الرحمن الكاتب انه ان ابتلى به المسلم
مرة او مرتين فلا باس به واما الدوام عليه فمكروه كذا في المحيط

مطالب المومنين[2] وههنا تفصيل لابد من معرفته ان الاكل مع المجوس
ومع غير المجوس من اهل الشرك هل مباح ام لا حكى عن الحاكم الامام ابن عبد الرحمن
الكاتب انه يقول ان ابتلى به المسلم مرة او مرتين فلا باس به بما روى ان النبي صلى
الله عليه وسلم كان ياكل فاتاه كافر فقال اكل معك يا محمد فقال نعم فقد
اكل النبي صلى الله عليه وسلم مع الكافر مرة او مرتين لتاليف قلبه على الاسلام
فانه مكروه لما نهينا عن مخالطتهم وموالاتهم وتكثير سوادهم وروى انه

---

[1] صفحہ ۴۳ و ۴۴ - اور نہیں ذکر کیا ہے محمد رح نے کھانا ساتھ مجوسی کے اور غیر مجوسی کے جو اہل شرک ہیں کہ حلال ہے یا نہیں - حکایت ہے حاکم امام عبد الرحمن کاتب سے کہ اگر مبتلا ہووے مسلمان اسمیں ایک بار یا دو بار تو کچھ مضائقہ نہیں مگر دوام و مداومت اسپر مکروہ ہے - یہ ہی محیط میں -

[2] مطالب المومنین میں ہے - اور یہاں ایک تفصیل ہے کہ ضرور ہے جاننا اُسکا - وہ یہ ہے کہ کھانا مجوسی کے اور غیر مجوسی کے ساتھ جو مشرک ہیں مباح ہے یا نہیں تو حکایت ہے حاکم امام عبد الرحمن کاتب سے کہ اگر مبتلا ہوا اس میں مسلمان ایک بار یا دو بار تو کچھ مضائقہ نہیں ہے - اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھا رہے تھے کہ ایک کافر آیا اور کہا کہ میں کھاؤں آپکے ساتھ اے محمد تو کہا آپنے کہ ہاں کھاؤ سو بیشک کھایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کے ساتھ ایک بار یا دو بار واسطے دل لگانے اُسکے کے اسلام پر مگر مداومت اسپر مکروہ ہے اسلئے کہ ہم منع کیے گئے ہیں اُنکی دوستی سے اور خلط ملط سے اور بہت کرنے اُن کی جمعیت سے - اور روایت ہے

علیہ السلام قال من الجفاء ان تاکل مع غیر اهل دینك وهذا یدل علی انه لا یاکل مع غیر اهل ملته وروی انه اکل مع غیر اهل دینه فلا بد من التوفیق ووجه ما روینا اولا بالاکل مرة او مرتین ویحمل هذا الحدیث علی الاکل معهم وذکر القاضی الامام رکن الدین السغدی ان المجوس اذا کان لا یزمزم فلا باس بالاکل معه وان کان یزمزم فلا یاکل معه لانه یظهر الکفر والشرك فلا یاکل معه حال ما یظهر الکفر کذا فی آخر الفصل العاشر من سیر الذخیرة انتهى۔

نصاب الاحتساب وهل یاکل مع الکافر فان کان مرة او مرتین لتالیف قلبه علی الاسلام فلا باس فانه صلی الله علیه وسلم اکل مع کافر مرة تحملنا علی انه کان

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم کی بات ہے کہ کہاوے تو اپنے غیر دین والے کے ساتھہ۔ اور یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ غیر دین والے کے ساتھہ نہ کہانا چاہئے۔ روایت ہے کہ کہایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھہ غیر دین والے اپنے کے تو ضرور ہے کہ ان دونوں میں موافقت دیجاوے۔ اور وجہ اس حدیث کی کہ جسنے اول روایت کی ہے یہ کہ کہانا ایک یا دو بار۔ اور یہ حدیث حمل کی گئی اُن کے ساتھہ کہانے پر اور ذکر کیا قاضی امام رکن الدین سغدی نے کہ مجوس اگر نہ زمزمہ کریں تو کچہ مضائقہ نہیں اُنکے ساتھہ کہانے میں اور اگر زمزمہ کریں تو نہ کہاویں اُنکے ساتھہ اُسوقت کہ وہ ظاہر کرتے ہیں کفر اور شرک پس نہ کہایا جاوے اُنکے ساتھ اُسوقت کہ وہ ظاہر کریں کفر اور شرک یہ ہی دسویں فصل کا آخر سیر ذخیرہ کا۔

ے نصاب الاحتساب میں ہے اور کیا کہاوے ساتھہ کافر کے پس اگر ہووے ایک بار یادو بار واسطے دل لگانے اُسکے کے اسلام پر تو کچہ مضائقہ نہیں ہے اسلئے کہ کہایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کافر کے پس حمل کیا ہمنے کہ یہ کیا حضرت نے

تالیف قلبه علی الاسلام ولکن یکرہ المداومة علیه لما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال من الجفاء ان تاکل مع غیر اهل دینك وحمل هذا الحدیث علی المداومة او علی ان لم یکن نیة تالیف قلبه علی الاسلام وحمل الحدیث الاول علی ان من کان نیته تالیف قلبه علی الاسلام توفیقا بین الحدیثین ۔

مگر اس زمانہ کے ان عالموں سے جنہوں نے ان روایتوں کو اہل کتاب کے ساتھہ صرف ایک دو دفعہ کہانا جائز ہونے اور اس سے زیادہ ناجائز ہونے پر دلیل پیش کیا ہے اُن سے صریح غلطی ہوئی ہے اسلئے کہ ان روایتوں میں جو احکام ہیں وہ مجوس اور بت پرست مشرکوں کے ساتھہ کہانے میں ہیں نہ اہل کتاب کے ساتھ اور جس شخص نے استانی جی سے بہی قرآن پڑہا ہوگا وہ بہی جانتا ہوگا کہ قرآن مجید میں بہت سے ایسے احکام مشرکین کی نسبت ہیں جو اہل کتاب سے علاقہ نہیں رکہتے پس ان روایتوں کو اہل کتاب کے ساتھہ کہانے پر استدلال کرنا صریح غلطی ہے اور نہ یہ روایتیں ایسی قوی ہیں جو قرآن اور احادیث صحیح کے مقابل لائی جاویں مگر ہم تولی اور دوستی کے ممنوع ہونیکی زیادہ تر تحقیقات کرتے ہیں اور جو تولی کہ شرعاً منع ہے اُسکو بالتصریح بیان کرتی ہیں چنانچہ اُن آیتونکو نقل کرکر جن میں تولی کی نہی آئی ہے پہر اُسکی تصریح و تحقیق لکہینگے ۔

واسطے تالیف اُسکے کے اسلام پر مگر مکروہ ہے مداومت اسپر اسلئے کہ روایت ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ ظلم ہے کہانا غیر دین والیکے ساتھہ اور حمل کیجاتی ہے یہ حدیث منع کی اوپر مداومت کے یا اسپر کہ نہووے نیت اُسکے تالیف قلب کی اسلام پر اور حمل کی گئی حدیث پہلی اسپر کہ ہووے نیت تالیف قلب کی اسلام پر ۔ واسطے موافقت کے دونوں حدیثوں میں ۔

آیت اول یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم ان اللہ لا یہدی القوم الظلمین فتری الذین فی قلوبہم مرض یسارعون فیہم یقولون نخشیٰ ان تصیبنا دائرۃ فعسی اللہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہ فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسہم نادمین ویقول الذین آمنوا اھؤلاء الذین اقسموا باللہ جہد ایمانہم انہم لمعکم حبطت اعمالہم فاصبحوا خاسرین۔

آیت دوم یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین

آیت سوم لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین۔

آیت چہارم یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ۔

لہ اے ایمان والو نہ بناؤ تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست کہ بعض اُن کے دوست ہیں بعض کے اور جو کوئی اُنسے دوستی کریگا اُن میں سے ہوگا بیشک اللہ تعالیٰ نہیں راہ سوجھاتا ہے قوم گنہگار کو پس دیکھیگا تو اُن لوگونکو کہ جن کے دل میں مرض ہے جلدی کرتے ہیں اُن کے اندر اور کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ پہونچے ہم پر کوئی سخت گردش سو قریب ہے کہ اللہ دیوے فتح یا لاوے ایک امر اپنے پاس سے پس ہوجائینگے یہ لوگ اوپر اُسکے کہ چھپایا انہوں نے اپنے دل میں پشیمان اور کہتے ہیں ایمان والے کہ قسم کھائی اُن لوگوں نے اللہ کی بہت مضبوط قسم کہ وے بیشک تمہارے ساتھ ہیں مٹ گئے کام اُن کے اور ہو گئے ٹوٹے والے۔

لہ اے ایمان والو نہ بناؤ تم کافرونکو دوست سوائے مومنین کے۔

لہ چاہئے کہ نہ بناویں ایمان والے کافرونکو دوست سوائے مومنین کے۔

لہ اے ایمان والو نہ بناؤ تم میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو دوست کہ ملو تم اُنکی طرف ساتھ دوستی کے۔

آیت پنجم ولا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین۔

آیت ششم لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔

ان سب آیات کی نسبت اور جو کہ اُنکی مثل ہیں ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ان آیات سے موالات عموماً ممنوع شرعی نہیں ہے بلکہ صرف وہی موالات جو من حیث الدین ہو حرام اور ممنوع شرعی بلکہ کفر ہے اور موالات من حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے کہ اُسکا مذہب اور دین جسکو اُسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے دوست رکھیں اور صرف اسی قسم کی موالات منع ہے نہ اور کسی قسم کی۔

ہم مسلمان اپنے مذہب کے علما متقدمین اور صلحا اور اولیا اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور کوئی دنیاوی غرض اُن سے یا کوئی جبلی اور فطرتی محبت اُن سے نہیں رکھتے نہ کسی قسم کے دنیاوی احسان کے سبب اُن سے محبت رکھتے ہیں اور نہ کسی قسم کی محبت باعتبار معاشرت کے اُن سے رکھتے ہیں پس جو محبت کہ ہماری اُن کے ساتھہ ہے وہ صرف باعتبار دین کے ہے۔ لانھم کانو اعلماء دیننا واتقیاء مذھبنا واولیا الامۃ المرحومۃ اللتی نحن فیھا پس اگر اس قسم کی محبت کسی غیر کے ساتھہ رکھی جائے

لہ اور نہ بیٹھ تو بعد یاد آنے کے ساتھہ قوم گنہگار کے۔

لہ نہ پائیگا تو اُس قوم کو کہ ایمان رکھتے ہیں ساتھہ اللہ کے اور اُسکے رسول کی کہ دوستی کریں اُنکو ساتھہ جو جھگڑا کرے اللہ اور اُسکے رسول سے اگرچہ ہوویں وہ اُن کو باپ یا بیٹے یا بھائی یا اُن کے کنبے کے۔

لہ اسلئے کہ وہ تھے علما ہمارے دین کے اور پرہیزگار ہمارے مذہب کے اور مقتدا اور اولیا اس اُمت مرحومہ کے کہ جس میں ہم ہیں۔

بیشک حرام اور بلکہ کفر ہے اور ماسوا اسکے جو اور قسم کی محبتیں ہیں وہ لاباس بہ ہیں اور ممنوع
شرعی نہیں ہیں بلکہ اُن کے کرنے میں ہم مامور ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ جیسا دین محمدی میں
رحمت و شفقت عام ہے وہی شفقت و رحمت ہم تمام لوگوں کے ساتھ خواہ وہ مشرک ہوں
خواہ اہل کتاب برتیں اور اپنے تئیں اُس رحمت و شفقت محمدیہ کا نمونہ بنائیں کہ تمام لوگ
ہمارے دین کی حقیقت پر ہمارا نمونہ دیکھکر یقین لائیں اور ضلالت اور گمراہی سے نکلکر صراط
مستقیم پر آئیں نہ یہ کہ ہم اپنے مذہب کو اور مذہبوں میں ایسا بنادیں کہ پیشوں میں قصائی کا
پیشہ وما فعل[1] اولیاء امتنا الا هذا فانهم نوروا بنور الاخلاق المحمدية على صاحبها
الصلوة والسلام والتحية وتولوا وتوادوا مع الذين كانوا ينكرون الله ويعبدون الاصنام
فاثر اخلاق المحمدية فى كل صغير وكبير من البرية فانتشر نور الاسلام فى الآفاق وهدى
بهم الى طريق الوفاق وان كانوا فظا غليظ القلب كحال مسلمى زماننا لانفضوا
من حولهم۔

مسلمانوں کو اُن عورتوں سے جو کافرات اہل کتاب ہیں نکاح کرنا درست ہے باوجود
اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر رہیں اور ہم اپنے مذہب پر قال[2] اللہ تعالی والمحصنات من الذین

[1] اور نہیں کیا ہے اولیا ہماری امت نے مگر یہی اسلئے کہ منور ہوئے وہ بنور اخلاق محمدیہ کے علی صاحبہا
الصلوۃ والسلام والتحیہ اور دوستی اور موالات کی انہوں نے اُن کے ساتھ جو منکر تھے اللہ کے
اور عبادت کرتے تھے بتوں کی پس اثر کیا اخلاق محمدیہ نے ہر چھوٹے اور بڑے میں سب خلقت
میں اور پھیل گیا نور اسلام کا جہان میں اور ہدایت کی اُنکو طرف راہ موافقت کے اور اگر ہوتے یہ لوگ
بدخو سخت دل مثل ہمارے زمانہ کے مسلمانوں کے تو بیشک بھاگتے وہ لوگ اُنکے پاس سے۔

[2] فرمایا اللہ تعالی نے اور عورتیں پاک

اوتوا الکتاب من قبلکم وای مودة اقرب من الزوجیة لکنہ لیست تلک المودة من حیث الدین۔

کفار والدین کے ساتھہ محبت کرنے کا ہمکو حکم ہے[1] لقولہ تعالی واخفض لہما جناح الذل من الرحمة وقال عز اسمہ وان جاھداك علی ان تشرك بی مالیس لك بہ علم فلا تطعہما وصاحبہما فی الدنیا معروفا لکنہ لیست تلك من حیث الدین۔

صلہ رحم کا ہمکو حکم ہے اور جبکہ مسلمان اہل کتاب کے ساتھہ نکاح کرتے ہیں تو انکی اولاد کے ذوی الارحام اہل کتاب ہوتے ہیں کہ انکو ان کے ساتھہ تودد اور صلہ واجب ہے لکنہ لیس من حیث الدین۔

ہمسایہ کے ساتھہ اگرچہ کافر ہو محبت اور احسان کرنے پر ہم مامور ہیں لکنہ لیس من حیث الدین۔

خود خداے تعالی نے مسلمانوں میں اور اہل کتاب میں بالتخصیص نصاری کے ساتھ تودد ہونا بتایا حیث[2] قال عز وجل لتجدن اشد الناس عداوة للذین آمنوا الیہود والذین اشرکوا ولتجدن اقربہم مودة للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاری

پاک کتاب والونکی اور کونسی دوستی زیادہ قریب ہے زوجیت سے مگر نہیں ہے یہ دوستی باعتبار دین کے۔

[1] اور جھکا دے انکے لئے بازو ذلت کا بسبب رحمت کے اور فرمایا اللہ تعالی نے اور اگر جھگڑا کریں تیرے ماں باپ کو شریک کرے تو میرے ساتھہ اسکو کہ جسکا علم تجھہ کو نہیں ہے تو انکی اطاعت نکر اور رہ ان کے ساتھہ دنیا میں نیکی سے مگر یہ محبت باعتبار دین کے نہیں ہے۔

[2] کہا اللہ تعالی نے اور پایگا تو سخت سب سے دشمنی میں مسلمانوں کے یہود کو اور انکو جو مشرک ہیں اور پایگا تو قریب تر دوستی میں مسلمانوں کے ان کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاری ہیں۔

ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون۔

پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ مطلق تودد ممنوع شرعی نہیں ہے نہ ان آیتوں کے احکام میں داخل ہے بلکہ وہی تودد ممنوع ہے جو من حیث الدین ہووے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب ایک رسالہ میں جو تحفہ اثناء عشریہ کے لکھنے کے بعد مسئلہ تفضیل میں لکھا ہے اسکے مقدمہ چہارم میں ارقام فرماتے ہیں کہ تعظیم شرعی آنست کہ مبنی باشد بر محبت اللہ و فی اللہ و ولایت و دوستی از دل وایں معنی در غیر اہل فضل ہرگز در شرع وارد نشدہ انتہی۔

پس محبت و مودت غیر مشروع وہی ہے جو کہ غیر اہل دین سے من حیث الدین ہو اور جو آیات کہ اوپر مذکور ہوئیں ان سب میں اُسی قسم کی محبت کی نہی وارد ہے چنانچہ ہر ایک آیت کی تفسیر بالتفصیل اس مقام پر لکھی ہے۔

پہلی آیت منافقین کے حق میں اور خصوصاً عبداللہ ابن مالک ابن ابی سلول کے معاملہ میں وارد ہوئی ہے جو ظاہر میں ایمان لایا تھا در حقیقت محبت من حیث الدین مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ رکھتا تھا جنکے فتوے اور حکم پر تمام مدینہ کے لوگ چلتے تھے چنانچہ تمام اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ منافقین کے حق میں ہے جو مسلمانوں سے من حیث الدین کچھ بھی محبت نہیں رکھتے تھے تفسیر معالم میں لکھا ہے فتریٰ[1] الذین فی قلوبھم مرض ای نفاق یعنی عبداللہ ابن ابی واصحابہ من المنافقین الذین یوالون الیھود ویسارعون

اور یہ اسلئے کہ ہیں ان میں عالم اور پرہیزگار اور یہ لوگ غرور نہیں کرتے ہیں۔

[1] پس دیکھیگا تو اُن لوگوں کو جن کے دل میں مرض ہے یعنی نفاق ہے یعنی عبداللہ بن ابی اور اُسکے ہمراہی منافقین کہ دوستی رکھتے تھے یہود سے اور جلدی کرتے تھے۔

فیھم ای فی معونتھم وموالاتھم علی ما اسروا فی انفسھم من موالات الیھود ومن الاخبار الیھم اھؤلاء الذین اقسموا باللہ حلفوا باللہ جھد ایمانھم ای حلفوا باغلظ الایمان انھم لمعکم ای انھم لمؤمنون یرید ان المؤمنون یرید ان المؤمنین حینئذ یتعجبون من کذبھم وحلفھم بالباطل۔

پس بیشک جو اس طرح کی محبت غیر دین والوں سے رکھے وہ حرام اور ممنوع شرعی ہے۔

اس آیت کی تفسیر ایک اور دوسری آیت سے ہوتی ہے وہ یہ ہے قال اللہ تعالیٰ[1] بشر المنافقین بان لھم عذابا الیما الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔

تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کان[2] المنافقون یوادون الیھود اعتقادا منھم ان امر محمد لا یتم وحینئذ ینتفعون بصلھم ویحصل لھم بھم قوۃ وغلبۃ۔

اُن کے اندر یعنی اُنکی مددگاری اور اُنکی دوستی میں۔ اوپر اُسکے کہ چھپایا اُنھوں نے اپنے دلمیں موالات یہود کی اور خبر دینے کی اُنکو۔ کیا وہی لوگ ہیں جنھوں قسم کہائی ساتھہ اللہ کے بہت سخت مضبوط قسم کہ بیشک وہ اُنکے ساتھہ ہیں یعنی بیشک وہ مسلمان ہیں مراد یہ ہے کہ مسلمان تعجب کرتے تھے اُن کے جھوٹ بولنے سے اور اُن کی بیہودہ قسم کہانے سے۔

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دے تو منافقوں کو کہ اُنکو عذاب ہے سخت یہ لوگ ہیں کہ بناتے ہیں کافروں کو دوست سوائے مومنیں کے۔ کیا چاہتے ہیں اُن کے پاس عزت۔ بیشک عزت سب طرحکی اللہ کو ہے۔

[2] منافقین دوستی رکھتے تھے یہود سے بدیں اعتقاد کہ کام محمد کا پورا نہوگا اور اب فائدہ مند ہونگے یہود کے روزگار کے ساتھہ اور ملیگی اُنکو بسبب یہود کے قوت اور غلبہ

اور تفسیر کشاف میں ہے ؎ کانوا یمایلون الکفرة و یوالونہم و یقول بعضہم لبعض لا یتم امر محمد فتولوا الیہود۔

اور تفسیر زاہد میں ہے ومن یتولهم منکم فانه منهم ہر کہ دوستی دارد با ایشان وے از ایشاں ست ایں وعید کسے راست کہ دوستی دارد با اہل کتاب بحکم عقیدت و دیانت۔

پس منافقین کی دوستی کفار کے ساتھ یا تو من حیث الدین ہے یا اس وجہ سے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے پس اسی قسم کی ولا اور دوستی شرعاً ممنوع ہے۔

آیت دوم اس آیت میں بھی جو لفظ اولیاء کا آیا ہے اُس سے بھی محبت فی الدین مراد ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تفسیر کشاف میں اسی آیت کے نیچے لکھا ہے کہ اخلاق کافروں کے ساتھ کرنا چاہیے اور خلوص مسلمانوں کے ساتھ جسکا صاف منشا یہ ہے کہ حسن معاشرت کفار کے ساتھ منع نہیں الا خلوص یعنی محبت من حیث الدین مسلمانوں کے ساتھ ہونی چاہیے۔

عن ؎ صعصعة بن صوحان انه قال لابن اخ له خالص المؤمن وخالق الکافر

؎ اور وہ میلان رکھتے تھے کافروں کے ساتھ اور دوستی کرتے تھے اُن کے ساتھ اور کہتا تھا بعض بعض کو کہ نہیں پورا ہوگا کام محمد کا تو دوستی رکھو یہود کے ساتھ۔

؎ صعصعہ بن صوحان سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بھتیجے کو کہا کہ خلوص سے محبت کرو مؤمن کے ساتھ اور خلق کرو کافر کے ساتھ

والفاجر فان الفاجر یرضی منک بالخلق الحسن وانه یحق علیک ان تخالص المؤمنین۔

علاوہ اسکے یہ آیت نصاریٰ کے لئے آئی تھی جو حلیف یعنی دینی بھائی بنے قریظہ کے تھے جب انہوں نے پوچھا کہ اب ہم کس سے دوستی کریں تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے اور اسوقت یہ آیت نازل ہوئی جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو محبت کہ من حیث الدین ہو وہی ممنوع شرعی ہووے۔

قال[1] الامام الرازی فی تفسیرہ الکبیر والسبب فیہ ان الانصار بالمدینۃ کان لھم فی بنی قریظۃ رضاع وحلف ومودۃ فقالوا الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نتولی فقال المھاجرون فتنزلت ھذہ الایۃ۔

اور دوسری روایت اس آیت کی شان نزول میں یہ لکھی ہے کہ یہ آیت منافقوں سے موالات کرنے کے امتناع میں آئی ہے یعنی سچے مسلمان منافقوں کو بھی سچا مسلمان سمجھتے تھے مسلمانوں کی سی محبت اُن کے ساتھ رکھتے تھے اُس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین سچے مسلمان نہیں ہیں اُن کے ساتھ سچے مسلمانوں کی سی محبت مکرو۔

اور فاجر کے ساتھ سو یہ فاجر خوش ہوگا ساتھ خلق نیک کے اور حق تیرے ذمہ یہ ہے کہ خالص دوستی کرو مسلمانوں سے۔

[1] کہا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اور سبب یہ ہے کہ انصار مدینہ کو قریظہ کے ساتھ شیرگی اور دینی بھائی ہونا تھا اور دوستی اُن کے ساتھ تھی تو انہوں نے عرض کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ اب ہم کسکو دوست کریں آپ نے فرمایا مہاجرین کو تو نازل ہوئی یہ آیت۔

قال[1] الامام الرازی فی تفسیرہ الکبیر قال القفال وھو ان ھذا النھی للمؤمنین من موالاۃ المنافقین یقول قد بینت لکم اخلاق ھؤلاء المنافقین ومذاھبھم فلا تتخذوھم اولیاء۔

اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے لا تتخذوا[2] الکافرین اولیاء لا تتشبھوا بالمنافقین فی اتخاذھم الیھود وغیرھم من اعداء الاسلام اولیاء۔ منافقین ظاہر میں سلمانوں سے ملے ہوے تھے اور باطن میں دلی محبت من حیث الدین کافروں سے رکھتے تھے پس اس طرح کی محبت کافروں کے ساتھ رکھنے میں ممانعت فرمائی۔

وقد[3] کان تلک الاحکام فی ابتداء الاسلام ولا یمیز المسلم من المنافق ولا یمیز الخبیث من الطیب ویشبہ المنافق بالمسلم الصادق ویتشابہ اھل الحق واھل الکذب فان المسلمین الذین کانوا حدیثی عھد بالاسلام یفعلون کما کان یفعل المنافقون من الاحکام واما الآن فظھر ما ظھر من الدین ولم یبق احد من المنافقین فالمسلمون مسلمون بحت

---

[1] کہا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہ کہا قفال نے اور بات یہ ہے کہ یہ منع کرتا ہے مسلمانوں کو دوستی منافقین سے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ جب ظاہر کیا مینے تمہارے لئے اخلاق منافقین کو اور ان کو مذہب تو اب نہ بناؤ انکو اپنا دوست۔

[2] نہ بناؤ تم کافروںکو دوست نہ مشابہت کرو منافقین کی دوستی کرنے میں یہود وغیرہ دشمنان اسلام کی۔

[3] یہ احکام ابتدار اسلام میں تھے اور تمیز نہ تھی جب مسلمان اور منافق میں اور برے نیک میں اور ہم شکل تھا منافق مسلمان صادق کے اور تشابہ تھے اہل حق اور اہل کذب کیونکہ مسلمان ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے اسی طرح کرتے تھے کہ جس طرح منافقین کرتے تھے مگر اب ظاہر ہوا جو کچھ کہ ظاہر ہوا دین اسلام اور نہ رہا کوئی منافق تو مسلمان اب سچے ہیں۔

وامتاز الکافرون والمسلمون بخلق وخلق ولم یبق التشابہ والتشاکل لا فی التعامل ولا فی التناول فانتفی العلۃ فاین المعلول وظہر الحق المعلول فلا باس بان یعاشر المسلمون بالکفار بحسن المعاشرۃ بل الان آن ان یظہر الاخلاق المحمدیۃ بکل من خالفنا فی الدین والسجیۃ لیحق حق الدین القویم ویصدق خلق نبینا وانک لعلی خلق عظیم

آیت سوم بہی منافقین کے حق میں وارد ہے امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکہا ہے واعلم انہ تعالی انزل آیات اخر کثیرۃ فی ہذا المعنی فمنہا قولہ تعالی لا تتخذوا بطانۃ من دونکم وقولہ لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ وقولہ لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء وقولہ یاایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء وقال المؤمنون والمؤمنات

اور ممیز ہوگئے کافر اور مسلمان اپنی اپنی شکل اور عادات میں اور نہ باقی رہا ہمشکل اور مشابہ ہونا نہ بیچ برتاؤ کے اور نہ لین دین میں پس جاتا رہا اب وہ سبب تو اب کہاں ہے وہ حکم اور غالب ہوگیا حق آفت رسیدہ تو اب کچہ مضائقہ نہیں کہ معاشرۃ کریں مسلمان کفار کے ساتہ بحسن معاشرۃ بلکہ اب وہ وقت ہے کہ ظاہر کیا جاوے اخلاق محمدی ہر ایک کے ساتہ جو مخالف ہے ہمارے دین اور عادت میں تا تحقق ہووے حقیقت دین راست کی اور صادق آوے خلق ہمارے نبی کا کہ تو بیشک اوپر خلق بزرگ کے ہے لہ اور جان تو کہ اللہ تعالی نے اُتاری ہیں آیتیں اور بہت اس معنی میں ایک یہ آیت ہے کہ نہ بناؤ تم دوست ولی سوا اپنے اور ایک یہ کہ نہ پایگا تو اُس قوم کو کہ ایمان لائے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ دوستی کریں اُس شخص کے ساتہ کہ مخالفت کرے اللہ اور رسول سے اور ایک یہ کہ نہ بناؤ تم یہود اور نصاری کو اپنا دوست اور ایک یہ ہے کہ نہ بناؤ تم میرے اور اپنے دشمن کو اپنا دوست اور ایک آیت یہ ہے کہ مسلمان مرد اور عورتیں آپس میں

بعضهم اولیاء بعض واعلم ان کون المؤمن موالیاً للکافر یحتمل ثلثه اوجه احدها
ان یکون راضیا بکفره ویتولاه لاجله الا ان کل من فعل ذلک کان مصوباً له فی ذلک الدین
وتصویب الکفر کفر والرضی بالکفر کفر فیستحیل ان یبقی مؤمنا مع کونه بهذه الصفة
وثانیها المعاشرة الجمیلة فی الدنیا بحسب الظاهر وذلک غیر ممنوع منه والقسم الثالث
وهو المتوسط بین القسمین الاولین هو ان موالات الکفار بمعنی الرکون الیهم والمعونة
والمظاهرة والنصرة اما بسبب القرابة او بسبب المحبة مع اعتقاده ان دینه باطل و
هذا لا یوجب الکفر الا انه منهی عنه لان الموالاة بهذا المعنی قد یجر الی استحسان
طریقته والرضی بدینه وذلک یخرجه عن الاسلام فلاجرم هدده الله تعالی فیه فقال
ومن یفعل ذلک فلیس من الله فی شیء انتهی۔

ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جان تو کہ ہونا مسلمان کا دوست کافر کے لئے تین وجہ سے ہے۔ ایک
یہ کہ ہوگا راضی اُسکے کفر سے اور اس سبب سے اُس سے دوستی کریگا تو بیشک اُس کے سب کام کو درست
اور پسندیدہ رکھیگا اور درست اور پسند کرنا کفر کا کفر ہے اور خوش ہونا کفر کے ساتھ کفر ہے تو محال ہے کہ باقی رہے
مسلمان مع اس صفت کے۔ دوم یہ کہ معاشرۃ نیک دنیا میں باعتبار ظاہر کے اور یہ منع نہیں ہے۔ سوم یہ کہ یہ
قسم متوسط ہے ان دونوں قسموں میں وہ یہ ہے کہ دوستی کرنا کافروں کے ساتھ بمعنی میلان اور اعتماد
کے اُنکی طرف ساتھ مددگاری اور پشت پناہ اور یاری کے یا بسبب قرابت کے یا بسبب محبت کے
مع اعتقاد اسکے کہ دین اُسکا باطل ہے تو یہ موجب کفر نہیں ہے مگر بیشک منع ہے کیونکہ دوستی بمعنی
بیشک پہونچاتی ہے طرف پسند کرنے طریقہ اُسکے کے اور خوشنودی کے اسکے دین کے اور یہ نکلتا ہے
اسلام سے تب لاچار دھمکایا اللہ تعالی نے اس مقدمہ میں اور یہ فرمایا کہ جو کوئی کریگا یہ کام تو نہیں ہے اللہ
سے کسی چیز میں تمام ہوا کلام اُسکا۔

اگرچہ اس تفصیل کے بعد جو امام فخرالدین رازی نے لکھی ہمکو باقی آیات سے بحث کرنے کی کچھہ ضرورت نہیں رہی تھی مگر احسانا علی المتعصبین ہم اُن آیات کی تفسیر لکھتے ہیں ۔

چوتھی آیت حاطب ابن ابی بلتعہ کے معاملہ میں وارد ہوئی یہ بڑے صحابی ہیں اور جنگ بدر میں بہی موجود تھے اور اعرابی ہیں مگر ایام جاہلیت میں قریش کے ساتھہ حلیف یعنی دینی بھائی تھے اس سبب سے انہوں نے اہل مکہ کو کچھہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھہ بھیجا تھا کہ اُن کا مال واسباب و بال بچہ سب مکہ میں تھے وہ خط پکڑا گیا اُن سے حضرت نے جب پوچھا تو اُنہوں نے عرض کیا یارسول اللہ[1] لا تعجل علی انی کنت امرء ملصقا فی قریش کنت حلیفا ولم اکن من انفسہم وکان معک من المھاجرین من لھم قرابات یحمون اھلیھم واموالھم فاحببت اذ فاتنی ذلک من النسب فیھم ان اتخذ عندھم یدا یحمون قرابتی فلم افعلہ ارتدادا عن دین ولا رضا بالکفر بعد الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انہ قد صدقکم فقال عمر یا رسول اللہ دعنی اضرب عنق ھذا المنافق فقال انہ قد شھد بدرا وما یدریک لعل اللہ اطلع علی من شھد بدرا

---

[1] یارسول اللہ نہ جلدی کیجئے مجھپر میں ہوں ایک مرد خوش باش قریش میں اور تھا اُنکا دینی بھائی اور نہ تھا میں اُنکی قوم میں سے اور جتنے لوگ آپ کے ساتھہ مہاجر ہیں اُن سب کو قرابت ہے کہ حمایت کرتے ہیں وہ اہل اور ان کے مال کی تو پسند کیا مینے کہ جب فوت ہے مجھہ میں نسب اُن سے تو کروں میں اُن کے ساتھہ ایک احسان کہ حمایت کرینگے میرے کنبہ کے سو نہیں کیا مینے دین سے مرتد ہونے کیلئے اور کفر کے ساتھہ خوشی کے لیئے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اُس نے سچ بولدیا تمسے پہر کہا حضرت عمر نے مجھکو اجازت ہو کہ ماروں میں گردن اس منافق کی تو فرمایا حضرت نے کہ یہ بیشک بدر میں موجود تھا اور کیا معلوم ہے تجھکو شاید مطلع ہو اللہ تعالے اُن پر جو بدر میں تھے

فقال اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم فانزل الله تعالیٰ ھذہ السورۃ یا ایھا الذین آمنوا لاتتخذ واعدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ انتھی ما فی المعالم اور سب تفاسیر میں بھی یہی ہے۔

اب غور کرنا چاہئے کہ اگرچہ یہ مودت جو باضرار دین اور باضرار مسلمین بھی منع ہوئی مگر جو کہ مودت من حیث الدین نہ تھی تو من یتولھم منکم فانہ منھم میں داخل نہیں ہوئی اور نہ اس قسم کا فعل من شھد بدرا سے وقوع میں آسکتا تھا۔

اس بیان کا زیادہ تر ثبوت اس کے بعد کی آیت سے ہوتا ہے تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے لما نزلت ھذہ الآیۃ المذکورۃ فی حق حاطب ابن بلتعۃ فشدد المؤمنون فی عداوۃ اقربائھم وعشائرھم فنزل آیۃ لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون

سو کہا اللہ تعالیٰ نے تم جو چاہو کرو میں نے بخش دیا تمکو پس نازل ہوئی یہ سورت اے مسلمانوں نہ بناؤ تم میرے اور اپنے دشمن کو دوست کرتے ہو تم انکی طرف ساتھ دوستی کے تمام ہوا جو معالم میں ہے۔

لے جب نازل ہوئی یہ آیت مذکورہ بیچ حق حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ کے سختی کی مسلمانوں نے بیچ عداوت اپنے رشتہ داروں اور کنبوں کے تو یہ آیت نازل ہوئی نہیں منع کرتا ہے اللہ تمکو اُن لوگوں سے کہ نہ قتال کیا اُنھوں نے تم سے دین میں اور نہیں نکالا تمکو تمہارے وطن سے اور انصاف کرو تم اُن کے ساتھ کہ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو منع کرتا ہے تمکو صرف اُن لوگوں سے کہ قتال کیا تم سے انھوں نے اور مددوی تمہارے نکالنے پر یہ کہ دوستی کرو تم اُن سے اور کہا لیوسے تو جائز ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مبتلا ہوا پہلے اُن کے مقتدی ہونے میں تھا اور امام حسن کا احترام میں ہوتا ہے۔

پس اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ تولی ممنوع وہی ہے جو من حیث الدین ہو اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ آیت بعد جنگ بدر کے نازل ہوئی ہے اور جنگ بدر ضرور بعد آیت قتال وسیف کے ہوئی تھی تو نازل ہونا اس آیت کا بھی بعد آیت سیف ثابت و متحقق ہوتا ہے۔

آیت پنجم یہ ساری آیت اس طرح پر ہے واذا[1] رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنہم حتے یخوضوا فی حدیث غیرہ واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکرے مع القوم الظلمین۔

اس آیت کو اس معاملہ سے جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں کچھ تعلق نہیں ہے کفار قریش ہمارے دین کی اور خبروں کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے انکی تکذیب کرتے تھے اور اپنی مجلسوں میں اسپر استہزا کیا کرتے تھے اس آیت میں صرف اتنا حکم آیا کہ جب مشرکین اپنی مجلسوں میں دین کے ساتھ استہزا کریں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر طعن کریں تو ایسی مجلسوں میں شریک ہونے سے احتراز کرو۔

قال[2] الامام فخر الدین الرازی فی تفسیرہ الکبیر ان اولئک المکذبین ان ضموا الی کفرھم و تکذیبھم الاستھزاء بالدین والطعن فی الرسول فانہ یجب الاحتراز عن مقاربتھم و ترک مجالستھم۔

---

[1] اور جب دیکھے تو ان لوگوں کو کہ خوض کرتے ہیں ہماری آیات میں تو اعراض کر اونسے یہانتک کہ خوض کرنے میں اُن کے سوا بات میں اور اگر بھلا دے تجھکو شیطان اور نہ بیٹھ بعد یاد آنے کے ساتھ قوم ظالموں کے

[2] تفسیر کبیر میں کہ بیشک یہ جھٹلانے والے اگر ملا دیویں اپنے کفر اور تکذیب کیلئے اور کفر کے ساتھ خوشی ... نے رسول پر تو بیشک واجب ہے بچنا انکی صحبت ... سچ فرمایا تم نے پر کہا حضرت عمر نے مجھکو اجازت ہو ... بیشک بدر میں موجود تھا اور کیا معلوم ہے تجھکو شاید ...

اور اُس میں ہے نقل[1] الواحدی ان المشرکین کانوا جالسوا المومنین وقعوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن فشتموا واستہزوا فامرھم ان لا یقعدوا معھم حتے یخوضوا فی حدیث غیرہ ۔

وفی[2] الکشاف یخوضون فی آیاتنا فی الاستھزاء بھا والطعن فیھا فکانت قریش فی الدین ھم یفعلون ذلک فاعرض عنھم ولا تجالسھم وقم عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ فلا باس ان تجالسھم حینئذ ۔

پس یہ آیت ایسی مجلسونکی نسبت ہے جن میں دین کے اوپر استہزا ہو یا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ منہا کچھ برا بھلا کہا جاوے یہانتک کہ صاحب کشاف نے صاف لکھدیا ہے کہ اگر اور قسم کی باتیں ہوں تو اسوقت اُس مجلس میں بیٹھنا کچھ مضائقہ نہیں ہے پس انگریزوں کے ساتھ جو مجلسیں کھانیکی ہوتی ہیں اُن میں صرف دل لگی اور دنیا کی باتیں ہوتی ہیں کبھی ذکر کسی مذہب کا نہیں ہوتا اور نہ کوئی کسی پر ہنستا ہے اور نہ کوئی کسیکو برا کہتا ہے پس اس آیت کو ایسے محل پر دلیل پکڑنا بجز ایک بیہودہ بات کے اور کیا ہے ۔

[1] نقل کیا واحدی نے کہ مشرکین جو ہمنشینی کرتے تھے مسلمانوں کی پڑتے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی بحث میں پس برا کہتے تھے اور استہزا کرتے تھے تو حکم کیا انکو اللہ تعالی نے کہ نہ بیٹھیں ساتھ مشرکین کے یہانتک کہ خوض کریں اور کسی بات میں سوا اسکے ۔

[2] اور کشاف میں ہے خوض کرتے تھے وہ ہماری آیات میں بیچ استہزا اور طعنہ زنی
ے اور کہا لیوے تو جائز
قریش کہ اپنی مجلسوں میں یہ کرتے تھے تو اعراض کر اُن سے اور
ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مبتلا ہوا
یہاں تک کہ خوض کریں کسی اور باب میں سوا
یہ پہلے ان کے مقتدی ہونیسے تھا اور امام حنا
میں اُس وقت ۔
ہونا حرام میں ہوتا ہے ۔

آیت ششم بہی حاطب ابن بلتعہ صحابی بدری کے معاملہ میں ہے جس کا ذکر ہم ابہی کر چکے ہیں مگر جو کچہ کہ ہمنے بیان کیا اُسکا استدلال نہایت اقوی وجوہ سے اس آیت سے ہوتا ہے یعنے خدا تعالی نے اس آیت میں باپ اور بیٹے اور بہائی او کُنبہ کے تودد سے بہی منع فرمایا ہے حالانکہ اور آیات قرآنی سے صلہ رحم ہمپر واجب ہے۔

قال[1] الله تعالی یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء واتقوا الله الذی تساءلون بہ والارحام ان الله کان علیکم رقیبا۔

اور ماباپ کی تعظیم اور اُن کے ساتہ محبت اور اُنکی خدمت ہمپر واجب کی ہے اگرچہ وہ کافر ہوں۔

کما قال[2] الله تعالی واخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ وقال وان جاہداك علی ان تشرك بی ما لیس لك بہ علم فلا تطعہما وصاحبہما فی الدنیا معروفا۔

پس اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تودد جو آیت ششم میں منع فرمایا ہے وہ وہی تردد ہے جو من حیث الدین ہو۔

---

[1] کہا الله تعالی نے اے لوگو ڈرو تم اپنے رب سے کہ جس نے پیدا کیا تمکو نفس واحدے اور پیدا کیا اُس میں سے جوڑا اسکا اور پہیلایا اُن سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرو الله سے کہ مانگتے ہو تم آسکے
میں ان
، سے بیشک الله ہے تمپر نگہبان۔
کیلئے اور کفر کے ساتہ جو ر
اسکا دے انکے لئے بازو ذلت کا رحمت کے سبب اور کہا الله تعالی
بیچ نوادیا تسے پر کہا حضرت عمر نے مجہکو اجازت نہ
ک کرے تو میرے ساتہ وہ کہ اُسکا تجہکو علم ہے پس
بیشک بدر میں موجود تہا اور کیا معلوم ہے تجہکو شاید

اب ہم یہ بات فرض کرتے ہیں کہ مواکلت کسی قسم کی تردد کا باعث ہوتی ہے اور یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ عموماً تردد باای وجہ کان بموجب آیات سابقہ کے ممنوع ہے تو ہم اُسکا جواب یہ دیتے ہیں کہ آیت وطعام[1] الذین اوتوالکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم میں جو دونوں طرف کا کھانا ایک دوسرے کو آپس میں حلال کیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ اہل کتاب کا کھانا ہمکو اور ہمارا کھانا اُنکو حلال ہے تو اشارۃ النص صریحاً اوپر جواز مواکلت کے دلالت کرتا ہے پس بالفرض اگر مواکلت سے کسی قسم کا تردد ہوتا ہے تو یہ آیت اُن تمام آیات کے لئے مخصص ہوگی اور مواکلت جائز رہیگی۔

اب باقی رہیں چند روایات جن سے تعرض مناسب ہے تفسیر نیشاپوری میں ابو موسیٰ سے روایت ہے قال[2] قلت لعمر بن الخطاب ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالک قاتلک اللہ الا اتخذت حنیفا اما سمعت ھذہ الاٰیۃ یعنی لاتتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء قلت لہ دینہ ولی کتابتہ فقال لا اکرمھم اذا اھانھم اللہ ولا اعزھم اذا اذلھم اللہ ولا ادنیھم اذا ابعدھم اللہ اس حدیث کا کہیں حدیث کی کتابوں میں ٹھکانا نہیں اس قسم کی حدیثیں لا یعبا بہ میں داخل ہیں۔

---

[1] اور کھانا اُنکا جو دیے گئے ہیں کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور کھانا تمہارا حلال ہے انکے لئے

[2] کہا انہوں نے کہ کہا مینے عمر ابن الخطاب سے کہ میرے لئے ایک منشی ہے نصرانی تو انہوں نے کہا کیا ہوا تجھکو ہلاک کرے تجھکو اللہ تعالیٰ کیوں نہیں بنایا تونے منشی دیندار کو کہا انہوں نے اور کہا لیوے تو جائز آیت کہ نہ لو تم یہود اور نصاری کو دوست کہا مینے اُس کے لئے کتابت تو آپ نے کہا کہ نہ اکرام کو انکا جب ذلیل کیا انکو اللہ نے اور نہ پاس بٹھلا انکو جب دور کیا اللہ نے

[3] ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مبتلا ہوا یہ پہلے ان کے مقتدی ہونیسے تھا اور امام صاحب نے منہ ہونا حرام میں ہوتا ہے۔

اور جو حدیث فتاوی مطالب المومنین میں ہے وروی[1] انه علیه السلام قال من اجناء ان تاکل مع غیر اهل دینك اس حدیث کی بہی نہ کچھ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہے پس ایسی حدیثوں پر وہی لوگ عمل کرتے ہیں جو بمقابلہ نصوص قرآنی ایسی روایات مجہولہ کو اپنی خواہش نفس کے مطابق جہلا میں اپنی شیخی اور فخر جتلانے کو نکالتے ہیں اور جن کی تائید کے لئے کوئی حدیث صحیح اور نص قرانی موجود نہیں ہے بلکہ اسکے مخالف موجود ہے۔

اب ایک حدیث باقی رہی جسکو جہلا عدم جواز مواکلت کے استدلال میں پیش کرتے ہیں فی الترمذی[2] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی فنهتهم علماءهم فلم ینتهوا فجالسوهم فی مجالسهم وآکلوهم وشاربوهم فضرب الله قلوب بعضهم علی بعض ولعنهم علی لسان داود وعیسی ابن مریم بما عصوا وکانوا یعتدون۔

اس حدیث پر وہ لوگ اس طریق پر استدلال کرتے ہیں کہ ہر گاہ اہل معاصی کے ساتھ کہانا اور بیٹھنا منع ہے تو اہل کفر کے ساتھ بدرجہ اولی منع ہے۔

مگر یہ طریقہ استدلال کا ایسا عمدہ ہے کہ ائمہ مجتہدین رضی الله عنهم اجمعین میں سے بھی یہ طریقہ استدلال کسیکو نہیں سوجھا وهل هو الا اجتهاد علماء زماننا سلمهم الله تعالی۔

---

[1] اور روایت ہے کہ حضرت صلی الله علیه وسلم نے فرمایا کہ ظلم کی بات ہے کہانا تیرا ساتھ غیر اہل دین والے اپنے کے ساتھ اور کفر کے کیلئے

[2] ترمذی میں ہے فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نے جب واقع ہوے بنی اسرائیل بیچ گناہوں کے اس میں سے منع کیا انکو علما نے انکے پس نہ باز آئے وہ پس ہمنشینی کی انکے علما نے اور کہایا اور پیا ساتھ انکے پس ملادیئے الله نے دل ایک دوسرے کے اور لعنت کیا انکو اوپر زبان داؤد اور عیسی بیٹے مریم کے بسبب نافرمانی کرنے کے اور تھے وہ زیادتی کرتے تھے۔

بیچ تولد پاتے تمسے پر کہا حضرت عمر نے مجھکو: بیشک بدر میں موجود تھا اور کیا معلوم ہے تجھکو الله تعالی۔

اس حدیث سے اور اباحت طعام اہل کتاب اور اُنکے ساتھہ مواکلت سے کیا علاقہ ہے جس آیت کا اقتباس اس حدیث میں کیا گیا ہے خود وہ آیت ہی آیات احکام سے نہیں ہے علاوہ اسکے یہودیونکو فساق یہود کی اور مسلمانوں کو فساق مسلمین کی مجالست اور مواکلت شے آخر ہے اور کفار اور اہل کتاب کے ساتھہ معاشرت امر آخر ہے کیونکہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان کے مکلف نہیں ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے جو اپنے فتوے میں یہ بات لکھی ہے کہ انگریزوں کے ساتھہ کھانا کھانے میں تلطخ بالنجاسات ہو یا زمزمۃ المجوس ہو تو مواکلت حرام ہے اس بیان میں بھی ایک تھوڑا سا تسامح ہے یعنی اگر تلطخ بالنجاست ہے تو بلا شک ماکول حرام ہے اور اگر زمزمۃ المجوس ہے تو ماکول حرام نہیں الا اُس مجلس میں شرکت حرام ہوگی جیسا کہ دعوت ولیمہ کہ اُسکے اندر منکرات ہوں تو ماکول میں کچھہ حرمت نہیں آتی الا اُس مجلس میں شرکت ممنوع ہے۔

فی الوقایۃ[۱] ومقتدی دعی الی ولیمۃ فوجد ثم لعبا وغناء لا یقعد بها علی منعہ یخرج البتۃ وغیرہ ان تعد واکل جاز ولا یحضر ان علمہ من قبل وقال ابو حنیفۃ رح ابتلیت بھذا مرۃ فتصبرت وذا قبل ان یقتدی بہ ودل قولہ علی حرمۃ کل الملاھی لان الابتلاء بالمحرم یکون۔

---

[۱] وقایہ میں ہے۔ اور ایک مقتدی بلایا گیا ولیمہ میں اور پایا وہاں کھیل اور راگ کہ نہیں قدرت رکھتا ہے اُسکے منع کی تو نکل جاوے وہاں سے البتہ اور غیر مقتدی اگر بیٹھہ جاوے اور کھالیوے تو جائز ہے اور چاہیے کہ نہ حاضر ہووے اگر جان لیا پہلے اور کہا ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مبتلا ہوا میں ساتھہ اسکے ایک بار پس بدشوار صبر کیا میں نے اور یہ پہلے ان کے مقتدی ہونے سے تھا اور امام صاحب کا کہنا دلیل ہے اسپر کہ حرام ہے سب کھیل کیونکہ مبتلا ہونا حرام میں ہوتا ہے۔

اور یہ بات جو مولانا صاحب نے لکھی ہے کہ اگر وہاں خمر اور اوانی فضہ ہوں اور اگرچہ وہ برتن جس میں مسلمان کہاتا ہے نجاست سے صاف ہوں تو بہی حرام ہے اسکی وجہ ہماری سمجہ میں نہیں آئی کیونکہ اگر وہ ماکول کسی قسم کی آمیزش سے نجس نہیں ہوا تو وہ کیوں حرام ہے باقی رہی یہ بات کہ شرکت ایسے مائدہ پر جسپر خمر اور خنزیر ہو حرام ہے تو بفرض اس بات کے فعل شرکت حرام ہوگا نہ ماکول اور نہ فعل مواکلت۔

علاوہ اسکے اور بات بہی سمجہ میں نہیں آتی ہے کہ اہل کتاب جن کے مذہب میں خمر اور خنزیر حلال ہے اور وہی اُسکے مرتکب ہوں نہ مسلمان اور نہ مسلمانوں کے برتن اور ماکول اُس سے آلودہ ہوں تو اُس مجلس کی شرکت بہی کیوں حرام ہولی۔

خلافاً[1] للمائدۃ التی یدور علیہا الخمر ویشربہا المسلمون فلا شک ان الشرکۃ فی فی ہذا المجلس حرام لانہا قد وقع فیہ محرمیات شرعیۃ

الشبہۃ التاسعۃ بعضے لوگ ان باتونکو قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ امر مباح شرعی ہے لیکن اگر اسکی اباحت کا فتویٰ دیدیا جاوے تو مصلحت عامہ کے برخلاف ہو کیونکہ عوام الناس انگریزوں کا کہانا بلا تمیز اس بات کے کہ محرمات شرعیہ سے خالی ہے یا نہیں کہانے لگیں گے پس بنظر عموم بلوا عدم جواز کا فتویٰ دینا مصلحت ہے۔

لیکن اگر یہ بات صحیح قرار پاوے تو تمام احکام شرعی حلال وحرام کے ہر ایک کی مصلحت پر موقوف ہو جائنگے عموم بلوا کا خیال بہی ایک عجیب قیاس ہے آجتک مسئلہ فقہ یوں سنا کرتے ہیتے کہ الضرورۃ تبیح المحظورات مگر اب اُسکی جگہ کہا جاتا ہے تحرم المباحات فسبحانہ وتعالیٰ

---

[1] برخلاف اس دسترخوان کے کہ شراب کا دور چلے اور پیویں اُسکو مسلمان تو بیشک شرکت اس مجلس میں حرام ہے کہ اُس میں واقع ہوئی محرمات شرعیہ۔

شان مشروع کو غیر مشروع بنانا ایسا ہے جیسا کہ غیر مشروع کو مشروع اور درحقیقت ایسا کرنا خیانت فی الدین ہے [۱] عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ ومن اشار علی اخیہ بغیر علم ان الرشد فی غیرہ فقد خانہ رواہ ابوداؤد ۔

فی القاموس الرشد الاستقامۃ علی طریق الحق مع تصلب فیہ ہمارے بھائی حکیم یہ بات بخوبی جانتے ہیں کما یعرفون ابناءہم کہ شرع میں طعام اہل کتاب خواہ مواکلت منہم بشرط الطہارۃ جائز ومباح ہے تو عام لوگوں کو بھی صحیح اور سیدھا مسئلہ کیوں نہیں بتاتے کہ انگریزوں کے یہاں کھانا اور انکو کھلانا اور ایک ساتھ بیٹھکر کھانا درست ہے لیکن حرام چیزوں سے بچنا چاہیے تاکہ عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں ہاں مگر اس کہنے میں مولویت کی شیخی اور جُبا کی آنکہ یں اتقی الناس بننے کے آغاز میں اور پیری مریدی نذر و نیاز لینے کی دوکانداری میں بٹا لگتا ہے ۔

---

[۱] ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فتوی دیوے بغیر علم کے تو ہوگا گناہ اسکا اسپر کہ جس نے فتوی دیا اور جس نے مشورہ دیا اپنے بھائی پر کہ بھلائی اسکی غیر میں ہے بغیر علم کے تو بیشک چوری کی اسکی ۔ روایت کیا اسکو ابوداود نے ۔ قاموس میں ہے کہ رشد قائم رہنا ہے اوپر طریق حق کے ساتھ مضبوطی کے اسپر ۔

خاتمہ

الآن نختم هذه الرسالة على بيان امر يليق بيانه في هذا المقام فاعلم ان بعض علمائنا رحمه الله عليه قد منع من تعظيم الكافر من سبقة السلام وغيرها كما هو عادة اهل ديارنا واستدلوا على منعه بما هو مذكور في التهذيب ان كل فعل فيه توقير الذمي فهو حرام كالقيام والسلام والمصافحة والمعانقة لان الجزية عليهم للاهانة وبالسلام توقيرهم وفيه نظر بوجوه -

الاول انه لا يوافقها الادلة الشرعية لان الله تعالى قال ومن احسن قولا ممن دعا الى الله وعمل صالحا وقال انني من المسلمين ولا تستوي الحسنة ولا السيئة ادفع بالتي هي احسن فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانه ولي حميم وما يلقها الا الذين

اب ختم کرتے ہیں ہم یہ رسالہ اوپر بیان اس امر کے کہ لایق ہے بیان اسکا اس جگہ - پس جاننا چاہئے کہ ہمارے بعض عالم رحمۃ اللہ علیہ نے منع کیا ہے کافر کی تعظیم کرنے سے سبقت سلام سے اور باتوں سے جیسا کہ وہ عادت ہے ہمارے دیار کی اور دلیل پکڑی ہے اسکے منع پر ساتھ اسکے کہ وہ مذکور ہے تہذیب میں کہ بیشک جو فعل کہ ہمیں توقیر ہو ذمی کی وہ حرام ہے جیسا کھڑا ہونا اور سلام کرنا اور مصافحہ کرنا اور معانقہ کرنا کیونکہ جزیہ اُنپر اہانت کے لئے ہے اور سلام میں اُنکی توقیر ہے اور اس میں چند وجہ سے شبہہ ہے -

اول یہ کہ نہیں موافق ہیں اسکے دلائل شرعیہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کون ہے کہ بہتر ہو بات کرنے میں اس شخص سے کہ بلاوے طرف اللہ کے اور عمل کرے نیک اور کہے کہ بیشک میں مسلمان ہوں اور نہیں برابر ہے نیکی اور بدی - دفع کر ایسی بات کے ساتھ کہ بہت نیک ہو پس اسوقت وہ شخص کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے گویا وہ دوست ہے گرم اور نہیں پہونچتے ہیں اس بات کو

صبروا وما يلقيها الا ذو حظ عظيم وقال الله تعالى وعباد الرحمن الذين يمشون على الارض هونا واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما ـ

الثاني ان الرواية المذكورة في التهذيب ليس يلائم حالنا ومن سكن ديارنا لان المشركين او النصارى في ديارنا ليسوا باهل ذمتنا بل نحن معاشر المسلمين في رعيتهم وفي جوارهم ونسكن في امانهم ونعمر في ديارهم وهم احسنوا الينا بوجوه كثيرة لانهم يحكمون علينا بالعدل على ما يمكنهم ولا يراعون قوما دون قوم في حكومتهم ومن قواعدهم التسوية بين حقوق العباد يهوديا كان او نصرانيا مشركا كان او مسلما ثم لا يمنعون اداء الفرائض كالصلوة والصيام والزكوة والحج ولا يزاحمون اقامة الجمع والاعياد الا البغي والفساد اي شئ اقبح من هذين وهم يحكمون علينا في القضايا التي تتعلق بالمذاهب خاصة

گروہ جو کہ صبر کرتے ہیں اور نہیں پہونچتے ہیں اس بات کو مگر وہ جو کہ بڑے نصیب والے ہیں اور کہا اللہ تعالے نے اور بندہ رحمن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر نرمی سے اور جب کلام کریں اُن سے جاہل تو کہتے ہیں سلام

ثانی دوسرے یہ کہ روایت جو تہذیب میں ذکر ہوئی نہیں مناسب ہے ہمارے حال کے اور اُن کو جو ہمارے ملک میں رہتے ہیں اسلیے کہ مشرکین یا نصاری نہیں ہیں ہمارے اہل ذمہ بلکہ ہم گروہ مسلمانان اُن کی رعیت میں ہیں اور اُنکی ہمسائگی میں ہیں اور بستے ہیں ہم اُن کی امان میں اور آباد ہیں ہم اُن کے ملک میں اور انہوں نے احسان کیا ہے ہمپر بہت طرح سے کہ حکم کرتے ہیں ہم پر ساتھہ انصاف کے جہاں تک کہ ممکن ہووے اور نہیں رعایت کرتے ہیں ایک قوم کی اپنی حکم رانی میں اور اُن کے قواعد سے ہے برابری درمیان حقوق عباد کے یہودی ہو یا نصرانی مشرک ہو یا مسلمان پھر نہیں منع کرتے ہیں ادائے فرائض نماز و روزہ و زکوۃ و حج کو اور نہیں روکتے ہیں قائم کرنے جمعہ اور عیدوں کو مگر بغاوت اور فساد کو اور ان دونوں سے بری کونسی اور چیز ہے اور حکم کرتے ہیں ہمپر ہمارے اُن جھگڑوں میں جو متعلق ہیں خاص مذہب کے ساتھہ

كالنكاح والطلاق والميراث وغيره على ما هو ماثور في شريعتنا فكيف لا نؤثرهم على انفسنا ونختارهم فانهم يحفظون انفسنا ويرعون اموالنا ويكلؤن دمائنا على ما بينا مما احسنوا وقد افترض علينا اطاعة امر السلطان وامتثال حكمه مما يتعلق من امور الدنيا قال في التاتارخانية الاسلام ليس بشرط في السلطان الذي يقلد وفي الدر المختار ان غلبوا على اموالنا ولو عبيد امؤمنا واحرزوها بدارهم ملكوها ويفترض علينا اتباعهم فما روي في التهذيب عن منع السلام والمصافحة والمعانقة فهو متعلق باهل الذمة كما هو مصرح فيه لا بالحكام والسلطان فعلينا ان نتفكر في حالة يكون اهل الاسلام محكومين وغيرهم عليهم حاكما فما كان طريق معاشرة المسلمين بالحكام

مثل نکاح اور طلاق اور میراث کے اور سوائے اسکے موافق اُسکے کہ ہماری شریعت میں منقول ہے پھر کیوں نہ اختیار کریں ہم اُنکو اپنی جان کی برابر کہ وہ حفاظت کرتے ہیں ہماری جانوں کی اور رعایت کرتے ہیں ہمارے مال کی اور حفاظت کرتے ہیں ہمارے خون کی علاوہ اسکے جو بیان کئے ہیں اُنکے احسان اور فرض ہے ہمپر اطاعت حکم سلطان کی اور فرمانبرداری حکم اُن کے کی ان امور میں جو متعلق ہیں دنیا کے ساتھہ کہا تاتارخانیہ میں اسلام شرط نہیں ہے اُس بادشاہ میں جس سے نوکری حکومت کی لیجاوے اور در مختار میں ہے اگر غالب آویں کفار ہمپر اور ہمارے مال پر اگرچہ وہ غلام مسلمان ہو اور لیجاویں وہ سب اپنے ملک میں تو وہ اُسکے مالک ہو جائنگے اور فرض ہے ہمپر اُن کی اطاعت - پس جو روایت کہ تہذیب میں ہے منع سلام اور مصافحہ اور معانقہ کی تو وہ متعلق ہے اہل ذمہ سے کہ اُس میں اسکی تصریح ہے نہ ساتھہ حکام اور بادشاہ کے - لازم ہے ہمکو کہ فکر کریں اُس حالت میں کہ اہل اسلام محکوم تھے اور غیر اہل اسلام اُنپر حاکم پس جو طریق تھا اُس وقت معاشرت مسلمانوں کا ساتھہ حاکموں کے -

فعلینا ان نعمل بذلک الطریق وتلک الحالة وجدت فی ثلثة اقران الاول کان بنو
اسرائیل عبید الفرعون وھو علیھم سلطان ظاھر والثانی کان المسلمون بمکة قبل
الھجرة والثالث ھاجر المسلمون بارض الحبشة فکان ھؤلاء الطاعون من کان له سلطنة
علیھم ما استطاعوا وکانوا یعاشرون معاشرة الخلان بمن لیس لھم علیھم سلطان حتی
قبل ابوبکر رضی اللہ عنه ذمة مالک ابن الدغنة وجواره لینجو من ظلمه وجاره وھجر
مکة وسکن داره ولم یعد الاستیمان بالکافر عاره فعلینا ان نفعل ذلک اتباعا لھؤلاء
ولا نقع فی المھالک واللہ تعالی اعلم وعلمه اتم واسلم۔

لازم ہے ہمکو کہ عمل کریں موافق اُسکے ہم بھی اور یہ حالت تین وقت میں پائی گئی ہے اول بنی اسرائیل
تابع تھے فرعون کے اور وہ اُنپر سلطان ظاہر تھا۔ اور دوم تھے مسلمان مکہ میں پہلے ہجرت سے اور سوم ہجرت
کیا مسلمانوں نے زمین حبشہ میں پس ان لوگوں نے اطاعت کی اُسکی کہ جو صاحب سلطنت تھا اُن پر
حتی المقدور اور معاشرت کرتے تھے دوستوں کی سی ساتھ ان لوگوں کے کہ اُن پر اُنکو سلطنت نہ تھی یہانتک
کہ قبول کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ذمہ مالک بن دغنہ کا اور ہمسایگی اُسکی کہ نجات پاوے اُس
شخص سے کہ ظلم اور جور کیا اُسپر اور چلے آئے مکہ میں اور رہے اپنے گھر اور نہ شمار کیا اس امان لینے کو
کافر کے اپنا عار۔ تو لازم ہے ہمپر کہ ہم بھی کریں یہ ہی باتباع ان لوگوں کے اور نہ پڑیں ہم تباہی اور ہلاکی
میں واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واسلم۔ فقط

تمت بالخیر